اَلْجِهَادُ الْأَكْبَرُ

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

تصنیف: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تخریج: محمد اَفضل قادری

نظر ثانی: ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی، حسنین عباس

زیرِ اہتمام: فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ - Research.com.pk

مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر ۱: فروری 2015ء

تعداد: 1,200

قیمت: -/140 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی CDs/DVDs وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين

والفريقين من عرب ومن عجم

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

فہرس

اَلْبَابُ الْخَامِسُ

اَلْبَابُ السَّادِسُ

پیش لفظ

داخلی اور خارجی محاذ پر دینِ اِسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا اِدراک فقط وہی شخص کر سکتا ہے جس نے نہ صرف مشرقی اور مغربی ذہنیت کا عمیق مطالعہ کیا ہو بلکہ وہ مشرق و مغرب کے اَفکار کے مابین مجمع البحرین بھی ہو۔ معاصر لاینحل مسائل کی گتھی فقط وہی مردِ حق شناس سلجھا سکتا ہے جسے فطرت نے حکمت و دانش کی صورت میں خیرِ کثیر عطا کی ہو۔

یہ قانونِ فطرت ہے کہ جس دور میں بھی دین کی ہیئتِ اَصلیہ میں تغیر و تبدل کی کوشش کی گئی یا دینی اِصطلاحات و تصورات کو مسخ کرنے کی سازِش کی گئی تو اللہ ﷻ اُس دور میں ایسی نابغہ روز گار اور عبقری ہستی کو پیدا فرما دیتا ہے جو لومۃ لائم سے ماورا ہو کر دین کی تجدید و تطہیر کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہی وارثینِ اَنبیاء کے بارے میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ ﷻ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ، مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا. (سنن ابی داود)

اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں کسی ایسے شخص (یا اَشخاص) کو مبعوث فرمائے گا جو اِس (اُمت) کے لیے اُس کے دین کی تجدید کرے گا۔

دانشِ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شمار اُنہی دانا و بینا اور مدبر و حکیم ہستیوں میں ہوتا ہے جو روایتی فکر کی رَو میں بہنے کی بجائے ہمیشہ تجدیدِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی زیرِ نظر تصنیف بھی ایک ایسی ہی اِجتہادی کاوِش ہے جو تصورِ جہاد کے حوالے سے دینِ اِسلام کے منور و تاباں چہرے پر پڑے ہوئے تشکیک و اِبہام کے دبیز پردوں کو منکشف کر دے گی۔ اِس تصنیفِ لطیف میں انہوں نے اِس اَمر کو اَلم نشرح کیا ہے کہ جہاد محض جنگ یا دشمن کے ساتھ محاذ آرائی کا نام نہیں بلکہ اِسلام نے تصورِ جہاد کو بڑی وسعت اور جامعیت عطا کی ہے۔ اِنفرادی سطح سے لے کر اِجتماعی اور قومی سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اَمن و سلامتی، ترویج و اِقامتِ حق اور رضاء اِلٰہی کے حصول کے لیے مومن کا اپنی تمام تر

جانی، مالی، جسمانی، لسانی اور ذہنی و تخلیقی صلاحیتیں صرف کر دینا جہاد کہلاتا ہے۔

جہاد کی پانچ اَقسام میں سے یہ کتاب صرف 'جہاد بالنفس' یعنی 'جہادِ اَکبر' کے موضوع پر ہے۔ 'جہاد بالنفس' کی اَہمیت و فضیلت کے پیشِ نظر قرآن حکیم میں اِسے 'جہادِ کبیر' (سورۃ الفرقان، ۵۲:۲۵) اور احادیث مبارکہ میں اَلْجِهَادُ الْأَکْبَر سے موسوم کیا گیا ہے۔ ('جہادِ اَصغر' یا 'جہاد بالسیف' یعنی 'جہاد بالقتال' کی تفصیلات اِس موضوع پر حضرت شیخ الاسلام کی الگ ضخیم کتاب میں درج کی گئی ہیں۔)

زیرِ نظر کتاب کے پہلے باب میں جہاد کے لغوی و شرعی مفاہیم کو بالتفصیل بیان کرنے کے بعد دوسرے باب میں جہادِ اَکبر کی مختلف اَقسام ائمہ و سلف صالحین کی کتب سے بیان کی گئی ہیں۔ تیسرے سے نویں باب تک جہادِ اَکبر کی مختلف اَقسام و جزئیات کو آیاتِ بینات، اَحادیث مبارکہ اور اَئمہ و محدّثین کے اَقوال و آراء کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس میں ہر باب یا اُس کے ذیل میں آنے والی آیات کی ترقیم (numbering) الگ الگ رکھی گئی ہے، لیکن اَحادیث و آثار اور اَقوال کی ترقیم دو طرح سے دی گئی ہے۔ پہلی ترقیم مسلسل ہے جو تیسرے سے نویں باب تک تواتر سے چلتی ہے۔ اِس ترقیم میں احادیث الباب کے ساتھ اُس کے ذیل میں آنے والی تمام اَحادیث کو بھی شامل کیا گیا ہے اور تسلسل کے لیے dash '-' کی علامت اِستعمال کی گئی ہے۔ کسی حدیث الباب کی کوئی بھی ذیلی حدیث نہ ہو تو صرف اُسی حدیث الباب کا نمبر دینے پر اِکتفا کیا گیا ہے۔ حدیث الباب کی ترقیم میں slash یعنی '/' کے بعد متعلقہ باب کی حدیث کا الگ نمبر دیا گیا ہے یعنی ہر باب کی احادیث کی الگ الگ ترقیم بھی درج کی گئی ہے۔ اس سے قاری کو معلوم ہوگا کہ ایک باب میں کتنی اَحادیث الباب ہیں۔

باری تعالیٰ ہمیں حکمت و مصالح کو سمجھنے اور دین کے اَحکامات پر حقیقی روح کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

(محمد اَفضل قادری)
سینئر رِیسرچ اسکالر
فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ



الفرقان، (۵۲/۲۵)

اور تو اِس (قرآن کی دعوت اور دلائل) کے
ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کر۔

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ

اَلْجِهَادُ وَمَعْنَاهُ

﴿جہاد کا معنی و مفہوم﴾

اِسلام کی آفاقی اور ہمہ جہت تعلیمات کا دائرۂ کار اِنسانی زندگی کے اِنفرادی اور اِجتماعی، ہر شعبۂ حیات کو محیط ہے۔ اِن تعلیمات کا مقصود ایک متحرک، مربوط، معتدل اور پُراَمن اِنسانی معاشرے کا قیام ہے۔ اِسلام نے اِجتماعی اور ریاستی سطح پر قیامِ اَمن (establishment of peace)، نفاذِ عدل (enforcement of justice)، حقوقِ اِنسانی کی بحالی (restoration of human rights) اور ظلم و عدوان کے خاتمہ (elimination of violence and aggression) کے لیے جہاد کا تصور عطا کیا ہے۔ جہاد دراَصل اِنفرادی زندگی سے لے کر قومی، ملی اور بین الاقوامی زندگی کی اِصلاح کے لیے عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کا نام ہے۔

بدقسمتی سے دنیا کے مختلف حصوں میں اِسلام اور جہاد کے نام پر ہونے والی اِنتہا پسندانہ اور دہشت گردانہ کارروائیوں کی وجہ سے عالمِ اِسلام اور عالم مغرب میں آج کل تصورِ جہاد کو غلط انداز میں سمجھا اور پیش کیا جا رہا ہے۔ جہاد کا تصور ذہن میں آتے ہی خون ریزی اور جنگ و جدال کا تاثر اُبھرتا ہے۔ بدقسمتی سے فی زمانہ جہاد کے نظریے کو نظریہ اَمن اور نظریہ عدمِ تشدد کا متضاد سمجھا جاتا ہے۔ مغربی میڈیا میں اب لفظِ جہاد کو قتل و غارت گری اور دہشت گردی کے متبادل کے طور پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

آج کل عالم اِسلام یا غیر اِسلامی دنیا میں سے جو بھی جہاد کا نام سنتا ہے اس کے سامنے ایک ایسا تصور اُبھرتا ہے جس میں نفاذِ اِسلام اور قیامِ خلافت کے نام پر مسلمان غیر مسلموں کو قتل کرتے ہوئے، فتنہ و فساد پھیلاتے ہوئے، خون خرابہ کرتے ہوئے اور اِنسانی معاشروں کو مختلف طبقات میں تقسیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں جہاد ایک ایسی پُراَمن، تعمیری، سماجی، اَخلاقی اور روحانی جد و جہد (peaceful, constructive, social, moral and spiritual struggle) کا نام ہے جو حق و صداقت اور اِنسانیت

کی فلاح کے لیے انجام دی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر اِس جد و جہد کا جنگی معرکہ آرائی اور مسلح ٹکراؤ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جد و جہد اُصولی بنیادوں پر صرف ایسے ماحول کا تقاضا کرتی ہے جس میں ہر شخص کا ضمیر، زبان اور قلم اپنا پیغام دلوں تک پہنچانے میں آزاد ہو۔ معاشرے میں اَمن اَمان کا دور دورہ ہو۔ اِنسانی حقوق مکمل طور پر محفوظ ہوں۔ ظلم و اِستحصال اور جبر و اِستبداد کی کوئی گنجائش نہ ہو اور دنیا کے تمام ممالک پُراَمن بقاے باہمی کے رشتے میں منسلک ہوں۔ لیکن جب اَمن دشمن طاقتیں علم و عقل کی رہنمائی سے محروم ہو کر مقابلہ پر آ جائیں اور اِجتماعی اَمن و سکون اور نظم و نسق کے خلاف تباہ کن سازشیں اور علی الاعلان جنگی تدابیر کرنے لگیں تو ایسے وقت میں جہاد کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اَمن و سلامتی اور اِنسانیت کے دشمنوں کے خلاف مسلح جد و جہد کی جائے تاکہ اَمن و آشتی کے ماحول کو بحال (restoration of peaceful environment) اور خیر و فلاح پر مبنی معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

۱۔ جہاد کا لغوی معنی

لفظِ جہاد، جھد سے ماخوذ ہے۔ لفظ جھد جیم پر زبر کے ساتھ جَهْدٌ اور پیش کے ساتھ جُهْدٌ دونوں طرح مستعمل ہے۔ یہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے جس کے لغوی معنی سخت محنت و مشقت (diligent labour & hard work)، طاقت و اِستطاعت، کوشش اور جد و جہد کے ہیں۔ ذیل میں ہم چند مشہور ائمۂ لغت کی کتب سے جہاد کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

۱۔ امام ابن فارس (م۳۹۵ھ) لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جَهْدٌ الْجَيْمُ وَالْهَاءُ وَالدَّالُ أَصْلُهُ الْمَشَقَّةُ، ثُمَّ يُحْمَلُ عَلَيْهِ مَا يُقَارِبُهُ.(۱)

لفظِ جہد (جیم، ھاء اور دال) کے معنی اَصلاً محنت و مشقت کے ہیں، پھر اس کا اطلاق اس کے قریب المعنی الفاظ پر بھی کیا جاتا ہے۔

۲۔ امام ابو منصور محمد بن احمد الازہری (م۳۷۰ھ) معروف لغوی امام اللیث کے حوالے

---

(۱) ابن فارس، معجم مقاییس اللغة:۲۱۰

سے لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہیں:

وَقَالَ اللَّيْثُ: اَلْجَهْدُ: مَا جَهَدَ الإِنْسَانَ مِنْ مَرَضٍ أَوْ أَمْرٍ شَاقٍّ فَهُوَ مَجْهُوْدٌ. قَالَ: وَالْجُهْدُ لُغَةٌ بِهٰذِهِ الْمَعْنٰى، قَالَ: وَالْجُهْدُ: شَيءٌ قَلِيْلٌ يَعِيْشُ بِهِ الْمُقِلُّ عَلٰى جَهْدِ الْعَيْشِ. قَالَ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾[1] عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى.[2]

امام لیث کہتے ہیں: جَهْدٌ (جیم کی فتح کے ساتھ) سے مراد وہ شے ہے جو انسان کو تھکا دے، خواہ وہ کوئی بیماری ہو یا کوئی دوسرا مشقت آمیز کام۔ انہوں نے کہا: لغوی طور پر جُهْدٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ جُهْدٌ کا ایک معنی قلیل شے ہے جس پر کوئی مفلس شخص بڑی مشکل کے ساتھ گزارا کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ 'جو اپنی محنت و مشقت کے سوا (کچھ زیادہ مقدور) نہیں پاتے'۔

۳۔ امام راغب اصفہانی (م۵۰۲ھ) لفظ جہد کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جَهَدَ، الْجَهْدُ، والْجُهْدُ: الطَّاقَةُ وَالْمَشَقَّةُ. وَقِيْلَ: الْجَهْدُ بِالْفَتْحِ الْمَشَقَّةُ، وَالْجُهْدُ: الْوَاسِعُ وَقِيْلَ: الْجُهْدُ لِلْإِنْسَانِ: وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾[3]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾[4] أَيْ حَلَفُوْا وَاجْتَهَدُوْا فِي الْحَلْفِ أَنْ يَأْتُوْا بِهٖ عَلٰى أَبْلَغِ مَا فِي وُسْعِهِمْ. وَالْاِجْتِهَادُ: أَخْذُ النَّفْسِ بِبَذْلِ الطَّاقَةِ وَتَحَمُّلِ الْمَشَقَّةِ. يُقَالُ: جَهَدْتُ رَأْيِي. وَأَجْهَدْتُهُ: أَتْعَبْتُهُ بِالْفِكْرِ. وَالْجِهَادُ

---

(۱) التوبة، ۹:۷۹

(۲) أزهرى، تهذيب اللغة، ۶:۳۷

(۳) التوبة، ۹:۷۹

(۴) الأنعام، ۶:۱۰۹

وَالْمُجَاهَدَةُ: اسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِي مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ. وَالْجِهَادُ ثَلاثَةُ أَضْرُبٍ: مُجَاهَدَةُ الْعَدُوِّ الظَّاهِرِ؛ وَمُجَاهَدَةُ الشَّيْطَانِ؛ وَمُجَاهَدَةُ النَّفْسِ. وَتَدْخُلُ ثَلاثَتُهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾[1]، ﴿وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾[2]، ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾[3]. وَقَالَ ﷺ: 'جَاهِدُوْا أَهْوَاءَكُمْ كَمَا تُجَاهِدُوْنَ أَعْدَاءَكُمْ'. وَالْمُجَاهَدَةُ تَكُوْنُ بِالْيَدِ وَاللِّسَانِ، قَالَ ﷺ: 'جَاهِدُوْا الْكُفَّارَ بِأَيْدِيْكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ'.[4]

جَهَدَ، اَلْجَهْدُ اور اَلْجُهْدُ کے معنی طاقت و اِستطاعت اور محنت و مشقت کے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جیم پر زبر کے ساتھ الجَهد مشقت کے معنی میں ہے اور الجُهد کا معنی کسی چیز کا وسیع ہونا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الجُهد کا استعمال اِنسانوں کے لیے خاص ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ 'جو اپنی محنت و مشقت کے سوا (کچھ زیادہ مقدور) نہیں پاتے' اور فرمایا: ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ 'وہ بڑے تاکیدی حلف کے ساتھ اللہ کی قسم کھاتے ہیں' یعنی وہ حتی الوسع تاکید کے ساتھ قسم کھاتے ہیں کہ وہ اس قسم کو پورا کریں گے۔ اسی طرح اِجتہاد کا معنی ہے: نفس کو ہمت و طاقت کے صرف کرنے اور مشقت کو برداشت کرنے کا پابند بنانا۔ کہا جاتا ہے: جَهَدْتُ رَأْيِي وَأَجْهَدْتُهٗ یعنی 'میں نے اپنی رائے خوب سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد قائم کی ہے'۔ جہاد اور مجاہدہ

(۱) الحج، ۷۸:۲۲

(۲) التوبة: ۴۱:۹

(۳) الأنفال، ۷۲:۸

(۴) راغب أصفهانی، المفردات في غريب القرآن: ۱۰۱

کا معنی ہے: دشمن سے مدافعت کرتے ہوئے اپنی قوت و طاقت اور صلاحیت کو استعمال کرنا۔ جہاد کی تین اقسام ہیں: ظاہری دشمن کے خلاف جہاد، شیطان کے خلاف جہاد اور نفس کے خلاف جہاد۔ یہ تینوں اَقسام ان اِرشاداتِ ربانی میں شامل ہیں: ﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ ’اور اللہ (کی محبت و طاعت) میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے‘، ﴿وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ﴾ ’اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو‘، ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ﴾ ’بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کے لیے) وطن چھوڑ دیے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا‘۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمن کے خلاف جہاد کرتے ہو۔ یہ جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: کفار سے ہاتھ اور زبان دونوں سے جہاد کرو۔

۴۔ علامہ اِبن منظور افریقی (۶۳۰-۷۱۱ھ) امامِ لغت فراء کے حوالے سے لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہیں:

قَالَ الْفَرَّاءُ: اَلْجُهْدُ فِي هَذِهِ الآيَةِ الطَّاقَةُ؛ تَقُوْلُ: هٰذَا جُهْدِي أَيْ طَاقَتِي؛ وَقُرِىءَ ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾[1] وَجَهْدَهُمْ، بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ؛ الْجُهْدُ، بِالضَّمِّ: الطَّاقَةُ وَالْجَهْدُ، بِالْفَتْحِ: مِنْ قَوْلِکَ: إِجْهَدْ جَهْدَکَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ أَيْ أَبْلُغْ غَايَتَکَ.[2]

فراء کہتے ہیں: اِس آیت میں جہد سے مراد طاقت و اِستطاعت (strength & capacity) ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں: هٰذَا جُهْدِي ’یہ میری طاقت و

(۱) التوبة، ۹:۷۹

(۲) ابن منظور، لسان العرب، ۳:۱۳۴

استطاعت ہے‘۔ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ ’جو اپنی محنت و مشقت کے سوا (کچھ زیادہ مقدور) نہیں پاتے‘ لفظِ جهد جیم پر پیش اور زبر دونوں حرکات کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ پیش کے ساتھ جُهْد کا معنی ’طاقت و استطاعت‘ ہے اور زبر کے ساتھ اس کا معنی ’غایت درجہ کوشش کرنا‘ ہے؛ جیسا کہ آپ کہتے ہیں: إِجْهَدْ جَهْدَکَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ یعنی ’اس معاملہ کو اپنی انتہائی کوشش و محنت سے انجام تک پہنچاؤ‘۔

۲۔ جہاد کا شرعی مفہوم

شرعی اِصطلاح میں جہاد کا معنی اپنی تمام تر جسمانی، ذہنی، مالی اور جانی صلاحیتوں کو اللہ کی رضا کی خاطر نیکی اور بھلائی کے کام میں وقف کر دینا ہے۔ گویا بندے کا اپنی تمام تر ظاہری و باطنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو اَعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے اللہ کی راہ میں صرف کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔ اگرچہ جہاد کا مذکورہ مفہوم اس کی لغوی بحث میں قدرے تفصیل سے درج کیا جا چکا ہے مگر تصور کی وضاحت کے لیے اِس حوالے سے چند ائمہ کی مزید تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام جرجانی (۷۴۰-۸۱۶ھ) کے نزدیک جہاد کی تعریف درج ذیل ہے:

هُوَ الدُّعَاءُ إِلَى الدِّيْنِ الْحَقِّ.(۱)

جہاد دینِ حق کی طرف دعوت دینے سے عبارت ہے۔

۲۔ سید محمود آلوسی البغدادی (م۱۲۷۰ھ) تفسیر ’روح المعانی‘ میں لفظِ جہاد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْجِهَادَ بَذْلُ الْجُهْدِ فِي دَفْعِ مَا لَا يُرْضٰى.(۲)

(۱) جرجانی، کتاب التعریفات: ۱۱۲

(۲) آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ۱۰: ۱۳۷

کسی ناپسندیدہ اور ضرر رساں شے کو دور کرنے کے لیے کوشش کرنے کا نام جہاد ہے۔(۱)

۳۔ شیخ علی احمد الجرجاوی اپنی کتاب 'حکمة التشريع وفلسفته (۲:۳۳۰)' میں جہاد کے مفہوم اور مقصود کو واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اَلْجِهَادُ فِي الْإِسْلَامِ هُوَ قِتَالُ مَنْ يَسْعَونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا لِتَقْوِيْضِ دَعَائِمِ الأَمْنِ وَإِقْلَاقِ رَاحَةِ النَّاسِ وَهُمْ اٰمِنُونَ فِي دِيَارِهِمْ أَوِ الَّذِيْنَ يُثِيرُوْنَ الْفِتَنَ مِنْ مَكَامِنِهَا إِمَّا بِإِلْحَادٍ فِي الدِّيْنِ وَخُرُوْجٍ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَشَقِّ عَصَا الطَّاعَةِ أَوِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ إِطْفَاءَ نُوْرِ اللهِ وَيَنَاؤُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْعَدَاءَ وَيُخْرِجُوْنَهُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ وَيَنْقُضُونَ الْعُهُوْدَ وَيَخْفِرُوْنَ بِالذِّمَمِ. فَالْجِهَادُ إِذَنْ هُوَ لِدَفْعِ الْأَذَى وَالْمَكْرُوهِ وَرَفْعِ الْمَظَالِمِ وَالذَّوْدِ عَنِ الْمَحَارِمِ.

اِسلام میں جہاد کا مفہوم ان لوگوں کی سرکوبی کرنا ہے جو بناء اَمن کو تباہ و برباد کرنے، اِنسانوں کے آرام و سکون کو ختم کرنے اور اللہ کی زمین میں فساد انگیزی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً اُس وقت جب لوگ اپنے گھروں میں انتہائی پُرسکون زندگی بسر کر رہے ہوں (یعنی Civilians اور Non-Combatants ہوں)۔ یا ان لوگوں کے خلاف جد و جہد کرنا جو پوشیدہ جگہوں اور خفیہ طریقوں سے (اَمنِ عالم کو تباہ کرنے کے لیے) فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں، خواہ (یہ کاوش) کسی کو دین سے منحرف کرنے کی صورت میں ہو یا جماعت سے باغی کرنے اور اطاعت کی زندگی سے رُوگردانی کرنے کے لیے ہو یا ان لوگوں کے خلاف ہو جو اللہ کے نور کو (ظلم و جبر سے) بجھانا چاہتے ہوں اور مسلمانوں کو جنہیں وہ اپنا دشمن قرار دیتے ہیں (اپنے

---

(۱) **شرعی مفہوم کی مزید تفصیل اَلْبَابُ الثَّانِي میں اَئمہ کے اَقوال و آثار میں ملاحظہ فرمائیں۔**

وطن سے نکال کر) دور بھگانا چاہتے ہوں اور انہیں اپنے ہی گھروں سے بے گھر کرتے ہوں، عہد شکنی کرتے ہوں اور باہمی اَمن و سلامتی کے معاہدات کی پاس داری نہ کرتے ہوں۔ غرضیکہ جہاد اِنسانیت کے لیے اَذیت و تکلیف دہ ماحول اور ناپسندیدہ، ظالمانہ اور جابرانہ نظام کو ختم کرنے اور محارم کی حفاظت کرنے کا نام ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں لفظ جہاد کا مفہوم یہ ہوگا کہ کسی بھی نیکی اور بھلائی کے کام کے لیے جد و جہد میں اگر اِنتہائی طاقت اور محنت صرف کی جائے اور حصولِ مقصد کے لیے ہر قسم کی تکلیف اور مشقت برداشت کی جائے، تو اس کوشش کو جہاد کہیں گے۔ جہاد کا مقصد نہ تو مالِ غنیمت سمیٹنا ہے اور نہ ہی اس کا مقصد ملک و سلطنت کی توسیع ہے۔ توسیع پسندانہ عزائم اور ہوسِ ملک گیری (hegemony and expansionism) کا کوئی تعلق اِسلام کے فلسفہ جہاد سے نہیں اور نہ ہی دہشت گردی کا جہاد سے کوئی دور کا واسطہ ہے۔

اِسلامی ریاست پُراَمن شہریوں کے جان، مال اور عزت و آبرو کی محافظ ہے۔ فتنہ و فساد، سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے خاتمہ، سرکشی و بغاوت کی سرکوبی، ظلم و بربریت، درندگی، ناانصافی، ناحق اِنسانی خونریزی، قتل و غارت گری اور دہشت گردی کے خلاف راست اقدام کرنا اِنسانی حقوق کے چارٹر (Charter of Human Rights) کے مطابق نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ اللہ کی زمین ہر قسم کے فتنہ و فساد سے پاک ہو، اَمن بحال ہو اور قیامِ عدل (establishment of justice) کے لیے راہ ہموار ہو جائے۔ معاشرے کو اَمن و آشتی کا گہوارہ بنانے کے لیے جہاد یعنی قیامِ اَمن اور اقامتِ حق کے لیے جہدِ مسلسل اور عمل پیہم بجا لانا ہر مومن پر فرض ہے۔ جہاد محض جنگ یا دشمن کے ساتھ محاذ آرائی کا نام نہیں بلکہ اِسلام نے تصورِ جہاد کو بڑی وسعت اور جامعیت عطا کی ہے۔ اِنفرادی سطح سے لے کر اِجتماعی سطح تک اور قومی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اَمن و سلامتی، ترویج و اِقامتِ حق اور رضاء اِلٰہی کے حصول کے لیے مومن کا اپنی تمام تر جانی، مالی، جسمانی، لسانی اور ذہنی و تخلیقی صلاحیتیں صرف کر دینا جہاد کہلاتا ہے۔

عربی لغت کے مطابق سرزمینِ عرب میں قبل اَز اِسلام دورِ جاہلیت میں جنگ کے لیے جو تراکیب، محاورے، علامتیں، اِستعارے اور اِصطلاحات استعمال ہوتی تھیں، ان سب سے بلاشبہ وحشیانہ طرزِ عمل اور دہشت گردی کا تاثر اُبھرتا تھا۔ عسکری لٹریچر کی اِصلاح کے لیے اِسلام نے ان تمام الفاظ اور محاوروں کو ترک کر کے اِصلاحِ اَحوال کی جد و جہد کی طرح دفاعی جنگ کو بھی 'جہاد' کا عنوان دیا۔ یعنی اِسلامی نکتۂ نظر سے **لفظِ جہاد کا اِطلاق اَعلیٰ و اَرفع مقاصد کے حصول، قیامِ اَمن، فتنہ و فساد کے خاتمہ اور ظلم و ستم، جبر و تشدد اور وحشت و بربریت کو مٹانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروے کار لانے پر ہوتا ہے۔** حقیقی مسلمان وہ ہے جو ساری زندگی جھوٹ، منافقت، دجل و فریب اور جہالت کے خاتمہ کے لیے اِبلیسی قوتوں سے مصروفِ جہاد رہتا ہے۔ لفظِ جہاد کے حقیقی معنی سے لوٹ مار، غیظ و غضب اور قتل و غارت گری کی بُو تک نہیں آتی بلکہ اس کا معنی پاکیزہ مقاصد کے حصول کی کاوشوں پر دلالت کرتا ہے۔ ایک مہذب، شائستہ اور بلند عزائم رکھنے والی صلح جو اور اَمن پسند قوم کی عظیم جد و جہد کے لیے لفظِ جہاد سے بہتر کوئی دوسرا لفظ نہیں ہوسکتا۔ جہاد اپنے وسیع تر معانی میں وقتی یا ہنگامی عمل نہیں بلکہ مہد سے لے کر لحد تک مردِ مومن کی پوری زندگی پر محیط تصورِ حیات ہے۔ وہ لمحہ جو اِحترامِ آدمیت اور خدمتِ انسانیت کے جذبہ سے خالی ہے، اِسلام کے لیے قابل قبول نہیں اور نہ ہی جہاد کے نام سے موسوم ہوسکتا ہے۔

۳۔ لفظِ جہاد کا ترجمہ 'جنگ' یا 'holy war' کرنا درست نہیں

قرآن و حدیث کی روشنی میں لفظِ جہاد کے معنی و مفہوم اور اس کے اِطلاقات (applications) کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظِ جہاد کا ترجمہ محض جنگ و جدال اور war یا holy war کرنا درست نہیں ہے۔ لفظِ جہاد کا اطلاق مسیحی اور بعض مسلمان محققین نے کفار کے ساتھ خصومت، لڑائی یا جنگ و جدل پر کیا ہے۔ حالانکہ لڑائی، قتال، خصومت یا جنگ کے یہ معنی نہ تو قدیم عربی زبان میں پائے جاتے ہیں اور نہ علماءِ لغت کے نزدیک درست ہیں اور نہ ہی قرآن میں کبھی اس مفہوم پر اس کا اطلاق ہوا ہے۔ کیونکہ عربی

لغت میں جنگ و جدال کے لیے حرب[1] اور قتال[2] کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

۴۔ لفظِ جہاد کا غلط اِنطباق اور انگریزی لغات

جہاد کے اس غلط مفہوم کو عام کرنے میں انگریزی لغات کا بہت دخل ہے۔ لفظِ جہاد کے لغوی معنی میں، اس کے اصطلاحی مفہوم میں اور قرآن و حدیث میں کہیں بھی اس لفظ کے اندر war یا holy war کا معنی نہیں پایا جاتا۔ تاریخی حقائق البتہ اِس اَمر پر شاہد ہیں کہ خود یورپ کے بادشاہوں نے عوام کے مذہبی جذبات کو اشتعال دینے اور چرچ کو جنگ میں شریک کرنے کے لیے holy war کی اِصطلاح اِستعمال کرنا شروع کی اور بعد کے لٹریچر میں یہی معنی بغیر کسی تحقیق و تفتیش کے جہاد کے ترجمہ کے طور پر مروج ہوگیا۔ اِس اِصطلاح کو اِختراع کرنے کا مقصد مسیحی مذہبی طبقات کے جذبات کو اُبھار کر انہیں القدس (یروشلم) کی جنگ میں شریک کرنا تھا۔ اس طرح جہاں ایک طرف غیر مسلم مفکرین اور ذرائع ابلاغ نے جہاد کا ترجمہ holy war کرکے اِسلامی تصورِ جہاد کو بری طرح مجروح کیا، وہاں دوسری طرف بعض دہشت گرد اور انتہا پسند گروہوں نے بھی لفظِ جہاد کو اپنی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا عنوان بنا کر اِسلام کو دنیا بھر میں بد نام کرنے اور اِسلامی تعلیمات کے پُراَمن چہرے کو مسخ کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

مسیحی مذہب کی رُو سے ظلم و جور کے خلاف قوت و طاقت کا اِستعمال ناجائز تھا۔ یہی

---

(۱) ۱۔ البقرة، ۲:۲۷۹
۲۔ المائدة، ۵:۶۴
۳۔ الأنفال، ۸:۵۷
۴۔ محمد، ۴۷:۴

(۲) ۱۔ البقرة، ۲:۲۱۷
۲۔ النساء، ۴:۷۷
۳۔ التوبة، ۹:۵

وجہ ہے کہ کئی صدیوں تک اکثر مسیحی علماء دفاعِ شخصی کے حق (right of self defence) کا بھی اِنکار کرتے رہے۔ اس سلسلے میں بالعموم حضرت عیسیٰ ؑ کے مشہور پہاڑی وعظ کے اِس اِقتباس کا حوالہ دیا جاتا ہے:

> But I say unto you, That ye resist not evil: but whosoever shall smite thee on thy right cheek, turn to him the other also.(1)

> میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔

چوتھی صدی عیسوی میں جب رومی بادشاہ قسطنطین (Constantine) نے عیسائیت قبول کی اور مسیحیت کو رومی سلطنت کے سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہوگئی تو پھر جنگ کے جواز کے لیے ایک نئے نظریے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ جنگ کے جواز کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ اتنی بڑی سلطنت کے نظم ونسق اور اَمن اَمان کو طاقت کے اِستعمال کے بغیر قائم رکھا جا سکے۔ اس نظریے کے تحت قرار دیا گیا کہ جو جنگ مذہبی بنیادوں پر بت پرستوں اور نئے فرقوں کے خلاف لڑی جائے وہ منصفانہ جنگ ہوگی۔ جنگ کی اس نوعیت کو قرونِ وُسطیٰ میں 'مقدس جنگ (holy war)' کا نام دیا گیا۔

اکثر مغربی مصنفین اور ہندو ناقدین نے جہاد کو بھی 'مقدس جنگ (holy war)' قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے درج ذیل کتب ملاحظہ کی جا سکتی ہیں:

1. John Laffin, *Holy War: Islam Fights* (London, Graffton Books, 1988).

2. Suhas Majumdar, *JIHAD: The Islamic Doctrine of Permanent War* (New Delhi: The Voice of India, 1994).

3. Karen Armstrong, *Holy War: The Crusades and Their Impact on Today's World* (New York: Anchor Books, 2001).

---

(1) *Matthew* 5:39.

4. Reuven Firestone, *Jihad: The Origin of Holy War in Islam* (New York: Oxford University Press, 1999).

علمی دیانت، اِنصاف اور تحقیق کا تقاضا ہے کہ یہ غلط معانی لغت کی کتابوں سے نکال دیے جائیں ۔ یہ اِسلام کی ایک اَہم اِصطلاح اور دینی تصور کے خلاف گھناؤنی سازش ہے جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن میں کہیں بھی **جَهد جُهد** یا **جهاد** میں Holy war کا کوئی تصور یا خیال موجود نہیں۔ جہاد ایک سعی ہے، ایک کوشش، محنت اور مشقت ہے جو کسی بھی نیک مقصد کے لیے کی جاتی ہے۔ مقصد روحانی بھی ہوسکتا ہے، معاشرتی بھی، ثقافتی یا سیاسی بھی۔ یہ خیرات بھی ہوسکتی ہے، فروغِ تعلیم کی جد و جہد بھی اور یہ کوئی بھی نیک مقصد ہوسکتا ہے جس کے لیے محنت اور مشقت کو جہاد کہا جائے گا۔ اِسلام میں لڑنے یا جنگ کرنے کے لیے **قِتَال** کی اِصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا معنی ہے 'لڑنا' جب کہ لفظِ جہاد کے معنی میں لڑنا شامل ہی نہیں ہے۔

۵۔ دہشت گردوں کی طرف سے لفظِ جہاد کا غلط اِطلاق

اِنتہا پسندوں اور دہشت گردوں نے قرآن و حدیث کے بعض اَلفاظ اور اِصطلاحات کو غلط طور پر اپنا رکھا ہے۔ وہ قرآن کریم کی چند آیات اور بعض اَحادیث مبارکہ کو ان کے شانِ نزول اور واقعاتی اور تاریخی سیاق و سباق سے کاٹ کر اِنتہا پسندانہ اور دہشت گردانہ تشریح وتعبیر کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔ یہ لوگ جہالت اور خودغرضی کے پیشِ نظر جہاد، شہادت، خلافت، دار الحرب اور دار الاسلام جیسی اِصطلاحات کو بے محل اِستعمال کرکے عام مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں (Muslim youth) کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ قرآن و حدیث میں ہے۔ حالانکہ انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کی طرف سے یہ اِسلام پر بہت بڑا اِلزام ہے۔ اُن کے اِس خطرناک نظریے کا قرآن، حدیث اور اِسلام کی بنیادی تعلیمات کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ہمارے ہاں کئی مذہبی سیاسی جماعتوں کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ وہ اپنے خاص سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے اِسلام، دین، جہاد، شہادت، یا اِسلامی نظام، نظامِ

مصطفیٰ ﷺ اور نظامِ شریعت جیسی اِصطلاحات بے دریغ استعمال کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہیں۔ ان مذہبی سیاسی جماعتوں کے پاس عوام کو متأثر کرنے کے لیے کوئی باقاعدہ پروگرام نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ قرآن، حدیث، اِسلام اور شریعت جیسی اِصطلاحات اِستعمال کرکے عوام کے جذبات کو مشتعل کرتے ہیں اور اپنے خود ساختہ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم اِسی اِلتباس و اِبہام کو دور کرنے کے لیے مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی آیاتِ جہاد کے تحت جہاد کے صحیح معنی و مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

٦۔ مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی آیاتِ جہاد کا درست مفہوم

جہاد کے اِس جامع اور وسیع مفہوم کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاد کا حکم سب سے پہلے شہرِ مکہ میں اُس وقت نازل ہوا جب کہ ابھی جہاد بالسیف کی اجازت بھی نہیں ملی تھی۔ صحابہ کرام پر جبر و تشدد کے پہاڑ ڈھائے جاتے مگر انہیں اپنے ذاتی دفاع کے لیے بھی ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اُنہیں اُس وقت تک صبر کرنے کی تلقین کی گئی جب تک اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ہجرت کی صورت میں نجات کی سبیل پیدا نہ فرما دی۔ دفاعی جنگ کی ممانعت کے لیے بھی مکہ معظّمہ میں ستّر (٧٠) آیات نازل ہوئیں۔ اس کے باوجود جہاد کے متعلق پانچ آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

امام رازی (م٦٠٤ھ) سورۃ الحج کی آیت نمبر ٣٩ - ﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ - کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

> وَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ أُذِنَ فِيهَا بِالْقِتَالِ بَعْدَ مَا نُهِيَ عَنْهُ فِي نَيِّفٍ وَسَبْعِينَ آيَةً. (١)
>
> اَمرِ قتال کے اِمتناع میں ستّر (٧٠) سے زائد آیات کے نزول کے بعد یہ پہلی آیت تھی جس میں قتال کی اِجازت دی گئی۔

---

(١) رازی، التفسیر الکبیر، ٢٣:٣٥

وہ لوگ جنہیں اِس بارے میں فکری واضحیت نہیں اور وہ ذہنی اُلجھن کا شکار ہیں - مسلمان ہوں یا غیر مسلم، مغربی دنیا کے رہنے والے ہوں یا مشرقی ممالک کے - ان سب کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر جہاد کا معنی قتال اور مسلح تصادم (armed conflict) ہی ہوتا تو مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی درج ذیل آیات کی کیا توجیہ ہوگی جن میں صراحتاً 'جہاد' کا حکم دیا گیا ہے؟ یہ آیات ہجرت سے پہلے مکی دور میں نازل ہوئیں جب اپنے دفاع میں بھی ہتھیار اٹھانے کی سخت سے ممانعت تھی اور کسی لڑائی یا مزاحمت کی اِجازت بھی نہ تھی اور نہ اُس دور میں مسلمانوں نے عملاً کوئی جنگ لڑی۔ اگر جہاد کا معنی لڑنا ہی ہوتا تو صحابہ کرام ﷺ یقیناً ہتھیار اٹھاتے اور اپنی حفاظت اور دفاع میں کفار و مشرکینِ مکہ کے خلاف جنگ کرتے۔ لیکن ان میں سے کسی کو اس کی اجازت نہ تھی جب کہ جہاد کے لیے پانچ آیات بھی نازل ہو چکی تھیں۔

اس کا درست جواب یہ ہے کہ قرآن کی رُو سے جہاد کے لیے مسلح تصادم اور کشمکش کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر ہر حکمِ جہاد کے لیے مسلح تصادم ناگزیر ہوتا تو مکہ میں لفظ جہاد پر مشتمل پانچ آیات کے نزول کے بعد ذاتی دفاع کے لیے مسلح جنگ کی اِجازت مل چکی ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ جہاد کے مسلح لڑائی کے علاوہ کئی اور معانی و مفاہیم بھی ہیں جو کہ مکہ میں نازل ہونے والی درج ذیل آیات سے مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا○ (۱)

پس (اے مردِ مومن!) تو کافروں کا کہنا نہ مان اور تو اس (قرآن کی دعوت اور دلائل) کے ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کر (یعنی علمی طور پر انہیں توحید پر قائل کر)○

اِس آیت میں بڑے جہاد سے مرادعلم و فکر اور فروغِ شعور کی جد و جہد (Jihad for promotion of knowledge and awareness) ہے۔

۲۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ○ (۲)

(۱) الفرقان، ۲۵:۵۲

(۲) العنکبوت، ۲۹:۶

جو شخص (راہِ حق میں) جد و جہد کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لیے تگ و دو کرتا ہے، بے شک اللہ تمام جہانوں (کی طاعتوں، کوششوں اور مجاہدوں) سے بے نیاز ہے○

یہاں پر جہاد سے مراد اَخلاقی اور روحانی ترقی (Moral and spiritul uplift) کے لیے جد و جہد ہے۔

۳۔ وَاِنْ جَاهَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا. (۱)

اور اگر وہ تجھ پر (یہ) کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کی اِطاعت مت کر۔

سورۃ العنکبوت کی اس آیت میں جہاد سے مراد کسی بھی قسم کی علمی، فکری، نظریاتی یا اعتقادی کوشش (intellectual or idealogical effort) ہے۔

۴۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ○ (۲)

اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں، اور بے شک اللہ صاحبانِ اِحسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے○

مکہ میں نازل ہونے والی اِس آیت مبارکہ میں اپنی زندگی میں اَخلاقی، روحانی اور اِنسانی اَقدار کو زندہ کرنے اور اُنہیں مزید ترقی و اِستحکام دینے کی جد و جہد کو جہاد کا نام دیا گیا ہے۔

۵۔ وَاِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ لا فَلَا تُطِعْهُمَا. (۳)

---

(۱) العنکبوت، ۲۹: ۸

(۲) العنکبوت، ۲۹: ۶۹

(۳) لقمان، ۳۱: ۱۵

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کی کوشش کریں (یعنی تیرا ذہن بدلنے کی کاوش کریں) کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے کچھ علم نہیں ہے تو اُن کی اِطاعت نہ کرنا۔

اِس آیت مقدسہ میں بھی علمی، ذہنی، فکری اور اِعتقادی سطح پر کی جانے والی کوشش کو 'جہاد' کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا پانچوں آیات - جن میں واضح طور پر جہاد کا ذکر یا حکم آیا ہے - ہجرت سے قبل مکہ معظّمہ میں نازل ہوئیں، جبکہ دفاعی قتال کا حکم ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوا تھا۔ مکی دور میں اس کی اجازت ہی نہیں تھی۔ مکہ معظّمہ میں حکمِ جہاد کے باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے دفاع میں بھی اسلحہ اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر جہاد کا معنی مسلح جنگ یا آہنی اسلحہ کے ساتھ قتال ہی ہوتا تو مذکورہ آیات کے نزول کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد بالسیف کا حکم فرما دیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ میں ہی جہاد بالسیف شروع کر دیتے۔ حالانکہ اِس اَمر پر سب کا اتفاق ہے کہ جہاد بالقتال کی اِجازت ہجرت کے بعد مدینہ میں ملی۔ کیوں؟ اس کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ جہاد کا معنی قتال، جنگ یا لڑائی ہے ہی نہیں۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ انتہا پسندوں اور دہشت گردوں نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے قرآن و حدیث کے بعض الفاظ اور اِصطلاحات کو غلط معنی دے رکھا ہے۔ وہ قتل و غارت گری، دہشت گردی اور عسکریت پسندی کو ناجائز طور پر جہاد کا نام دیتے ہیں۔

۷۔ جہاد بالقتال کی اِجازت کس سن ہجری میں ملی؟

جہاد بالقتال کی اِجازت کس سن ہجری میں ملی، اِس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ مفسرین کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ دفاعی جہاد کی اِجازت قرآنی حکم ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾[1] کے تحت ہجرت کے فوری بعد مل گئی[2] جب کہ دوسرے طبقے کے نزدیک دفاعی

(۱) الحج، ۲۲:۳۹

(۲) ا۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۷:۱۷۳

←

جہاد کی اجازت حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال سے صرف تین سال قبل صلح حدیبیہ سے واپسی پر اُس وقت ملی جب مشرکین مکہ نے معاہدۂ حدیبیہ کو توڑا[1]۔

یہ اِس لیے تھا کہ مسلمان عددی اَقلیت اور کمزوری کے باعث مکہ میں لڑائی کے ذریعے اپنا دفاع کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے، اِس لیے مکی دور کی حکمتِ عملی مدنی دور کی نسبت مختلف تھی۔ جب ریاستِ مکہ نے مدینہ پر جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بدر، اُحد اور خندق کی صورت میں تین جنگیں مسلمانوں پر مسلط کیں تو ریاستِ مدینہ کو مجبوراً اپنے دفاع میں لڑنا پڑا۔ جبکہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت بھی چھ (٦) ہجری میں اُس وقت ملی جب حضور نبی اکرم ﷺ صلح حدیبیہ کرنے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے۔ اس صلح سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دوسری اَقوام کے ساتھ بحالیِ اَمن کے لیے ہمیشہ سیاسی و سفارتی ذرائع (political & diplomatic means) اور معاہداتِ اَمن (peace treaties) کو ترجیح دی۔ جب کہ دفاعی جنگ کو ہمیشہ آخری اِقدام کے طور پر مؤخر رکھا۔

مکی دور میں جن پانچ آیات میں جہاد کی تلقین کی گئی ہے، اگر آپ ان کے شانِ نزول، تاریخی پس منظر اور سیاق و سباق (text, context & historical background) پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جہاد کا معنی محض یہ نہیں ہے کہ تلوار یا بندوق لے کر جنگ شروع کر دی جائے بلکہ جہاد کے کئی دیگر تقاضے بھی ہیں۔ ان تمام آیات میں جہاد کا معنی علم وشعور کی ترویج، روحانی و اَخلاقی اِرتقاء، فکری و فلاحی جد و جہد اور سماجی سطح پر اِنفاق و خیرات ہے۔ ہاں البتہ جب جارحیت کی جنگ آپ پر مسلط کر دی جائے تب آپ کو اِجازت ہے کہ آپ اپنی حفاظت اور دفاع کی جنگ لڑیں۔ دفاعی جنگ وہ لڑائی ہے جس کی

.... ۲۔ بغوی، معالم التنزیل، ۳:۲۸۹

۳۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۳:۱۶۱

(١) ١۔ واحدی، الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، ۱:۱۵۴

۲۔ ابن الجوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، ۱:۱۹۷

۳۔ رازی التفسیر الکبیر، ۵:۱۰۹

UN اور بین الاقوامی قانون بھی اجازت دیتا ہے اور اس کی اجازت دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کو حاصل ہے۔

٨۔ عصرِ حاضر میں حضور ﷺ کی مکی حکمتِ عملی سے رہنمائی

جس طرح پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ مکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام تر جبر و تشدد، وحشت و بربریت اور ظلم و زیادتی کے باوجود اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مسلمانانِ مکہ اِس پوزیشن میں نہیں تھے کہ مسلح تصادم (Armed Conflict) کے ذریعے اپنا دفاع کر سکتے۔ اگر وہ اپنے دفاع میں مسلح تصادم کا راستہ اِختیار کرتے تو چند لوگوں کو کفارِ مکہ کے لیے شہادت سے ہم کنار کرنا کیا مشکل تھا۔ اس صورت میں اِسلام کی وہ عالم گیر دعوت جسے لے کر حضور ﷺ مبعوث ہوئے تھے اور جسے پوری دنیا میں پھیلنا تھا اس کے اِمکانات خاصی حد تک معدوم ہو جاتے۔ اس لیے کمزور مسلمانوں کو تاکید کے ساتھ طاقت ور دشمن کے خلاف ہتھیار اٹھانے سے روک دیا گیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی مکی دور کی حکمتِ عملی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی اِسلامی ریاست اپنے کسی دشمن کا بھرپور عسکری مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ لڑائی چھیڑ کر اپنا نقصان نہ کرے۔ وہ مکی دور کی حکمت اور مصالح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو سیاسی، سماجی، اِقتصادی اور دفاعی اِعتبار سے مضبوط کرے۔ مکہ میں اگرچہ پانچ آیاتِ جہاد نازل ہو چکی تھیں مگر آپ ﷺ نے ان آیات کا اطلاق حرب و قتال اور جہاد بالسیف پر نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کی اَفرادی قوت اور اِجتماعی صلاحیت کو مسلح تصادم میں جھونکنے کی بجائے انہیں اور مضبوط کیا اور ایک عظیم مقصد کے لیے محفوظ کیا۔ اِس نبوی حکمتِ عملی کا فائدہ یہ ہوا کہ ریاستِ مدینہ کے قیام کے بعد اَہلِ مکہ کی جارحیت سے بچنے کے لیے جب مسلمانوں کا ریاستِ مکہ کے ساتھ معرکۂ بدر میں پہلا ٹکراؤ ہوا تو مکہ میں محفوظ کی گئی اَفرادی صلاحیتوں کا مسلمانوں نے بھرپور اِستعمال کیا اور شاندار فتح حاصل کی۔

۹۔ قرآن میں لفظِ جہاد کا اِستعمال اور اس کے معنی کا تعین

اگر ہم **جهد** اور **جهاد** کے تناظر میں قرآنی آیات پر فکر و تدبر کریں تو پتہ چلے گا کہ پندرہ (۱۵) مشتقات (مثلاً: **جَاهَدَ، جَاهَدَا، جَاهَدُوْا، جَاهِدْ، جَاهِدُوْا، يُجَاهِدُوْنَ** اور **الْمُجَاهِدُوْن** وغیرہ) کی صورت میں یہ لفظ اٹھارہ (۱۸) سورتوں اور چھتیس (۳۶) آیات میں کل اِکتالیس (۴۱) مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ ان ۳۶ آیات میں سے ۳۱ آیات کے متن میں یا سیاق و سباق میں کہیں بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ لڑنے یا جنگ کرنے، حتی کہ دفاعی یا جائز جنگ (defensive warfare or lawful war) اور قتال کا معنی بھی نہیں پایا جاتا۔ ایک دو آیات کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ۳۱ آیات میں جہاد کا حکم پائے جانے کے باوجود اس کے متن یا سیاق و سباق میں کہیں بھی جنگ یا قتال کا نہ ذکر ہے نہ معنی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکمِ جہاد جنگ یا قتال سے عبارت نہیں بلکہ اِن چھتیس (۳۶) آیات میں سے صرف چار (۴) آیات کے سیاق و سباق میں جنگ کا معنی پایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ وہ بھی آیاتِ جہاد کے متن میں نہیں بلکہ ان کے سیاق و سباق میں جنگ کا ذکر ہے۔

۱۰۔ جہاد اور قتال کو اکٹھا ذکر نہ کرنے میں قرآنی حکمت

قرآن میں جہاد سے متعلق نازل ہونے والی چھتیس (۳۶) آیات میں سے کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کے متن میں جہاد اور قتال کا ذکر اکٹھا آیا ہو۔ یعنی ایک ہی آیت میں جہاد اور قتال کا بیان ساتھ ساتھ موجود ہو۔ ایسا کسی ایک آیت میں بھی نہیں ہوا۔ یہ اَمر اِتفاقی نہیں ہے، یہ کلامِ اِلٰہی ہے اور یہی اُلوہی اسکیم ہے۔ آپ اُلوہی اسکیم اور اُلوہی حکمت و مصلحت پر غور کریں کہ پورے قرآن حکیم میں ایک آیت میں بھی جہاد کا حکم اور قتال کا حکم اکٹھا نہیں کیا گیا۔ اِسی طرح قرآن مجید کی ساٹھ (۶۰) آیات میں قتال کی بحث آئی ہے مگر ان ساٹھ (۶۰) آیات میں سے ایک آیت میں بھی قتال کے ساتھ جہاد کا ذکر کسی اِسم، فعل یا اَمر کی صورت میں نہیں کیا گیا۔ قرآن نے ہمیشہ ان دونوں اِصطلاحات کا ذکر الگ الگ کیا ہے۔ اِس لیے کہ

قتال جہاد کی پانچ اَقسام میں سے ایک قسم ہے اور وہ بھی کئی شرائط کے ساتھ ملزوم ہے۔

جہاد اور قتال کا معنی ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم نہیں ہے۔ دونوں تصورات کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے۔ جب قتال کا لفظ کسی بھی ایسی قرآنی آیت کے متن میں ایک بار بھی اِستعمال نہیں ہوا جس میں جہاد کا لفظ آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاد کا معنی صرف 'حق و اِنصاف پر مبنی جنگ' (just & lawful war) بھی نہیں ہوسکتا، کیوں کہ قرآنی آیات کے معنی کے حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جہاد کے لفظی معنی کا جنگ (war) سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ آپ قرآن حکیم کو **اَلْحَمْد** سے **وَالنَّاس** تک پڑھ لیں، آپ کو ایک آیت بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں جہاد یا قتال کو جارحیت (aggression) کے معنی میں لیا گیا ہو۔ یہ ہمیشہ اپنے دفاع، معاہدۂ اَمن کی خلاف ورزی کرنے والوں کی تادیب، لوگوں کو ظلم و جبر سے بچانے اور بعض خاص ناگزیر حالات کے لیے اِستعمال ہوتا ہے۔

اب ان لوگوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے جو جہاد کے نام نہاد علم بردار کہلاتے ہیں اور انہوں نے اِنسانیت کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کر رکھی ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ریاست کا بارِ گراں اور پوری اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری ان کے کندھوں پر آن پڑی ہے اور انہوں نے خود ہی بغیر ریاست کی اِجازت کے جہاد کا اعلان کر دیا ہے۔ درحقیقت قتل و غارت گری اور خون خرابے پر مبنی اِن کے ایسے سب اَعمال اور حرکات اِسلام میں کلیتًا حرام ہیں، جن میں بے گناہ اِنسانوں کا خون بہایا جاتا ہے؛ جو نہ تو آپ کے خلاف کسی جنگ میں مصروف ہیں، نہ آپ پر کسی ظلم و تعدّی کے مرتکب ہیں اور نہ کسی ملک اور حکومت کے ظالمانہ یا جارحانہ رویے کے ذمہ دار ہیں۔ نہ انہوں نے آپ کے خلاف ہتھیار اٹھا رکھے ہیں اور نہ انہوں نے آپ کو کسی مقابلہ کے لیے للکارا ہے۔ وہ مکمل طور پر غیر جارح اور پُراَمن ہیں۔ وہ اپنی نجی، سماجی، معاشی یا تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف تھے اور آپ نے انہیں بھون ڈالا۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ اگر آپ اُن چار (۴) آیات کے سیاق و سباق کو دیکھیں

جو قتال کے مفہوم پر مشتمل ہیں تو یہ حقیقت آپ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ یہ آیات بھی یا تو دشمن کی جارحیت کے خلاف دفاع (self defense) سے متعلق ہیں یا کسی معاہدۂ اَمن کے توڑے جانے سے متعلق۔ ان میں کہیں بھی کسی پر بلاوجہ جارحیت اور اِقدام کی اِجازت نہیں دی گئی۔ بلکہ اِن چاروں آیات میں بھی دفاعی جنگ یا حقوقِ اِنسانی اور قیامِ اَمن کے لیے جائز جنگ (Lawful war for establishment of peace & human rights) کا معنی پایا جاتا ہے۔

اِس تجزیے سے یہ بات بڑی آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ جب چھتیس (۳۶) آیاتِ جہاد میں سے صرف چار آیات کا اپنے سیاق و سباق کے تناظر میں قتال سے تعلق (contextual link) ہے اور باقی بتیس (۳۲) آیات کا سیاق و سباق میں بھی قتال سے کوئی تعلق نہیں، تو پھر لفظِ جہاد کو ہمیشہ اور ہر جگہ قتال کے معنی میں کیوں لیا جاتا ہے؟ یہ جہاد کا بالکل غلط تصور ہے جو قرآن اور اِسلام کی واضح منشا کے سراسر خلاف ہے۔

چوتھی اَہم بات اِس حوالے سے یہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ سورۃ التوبۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہونے والی اُن آخری سورتوں میں سے ہے جو اَہلِ مکہ کی طرف سے معاہدۂ اَمن (Treaty of peace) توڑنے کے بعد نازل ہوئی۔ اِس معاہدہ شکنی کے بعد بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖٓ[1] فرما کر باقاعدہ تنسیخِ معاہدہ (Cancellation of treaty) کا اِعلان کر دیا گیا تھا۔ اِس طرح ریاستِ مکہ اور ریاستِ مدینہ دونوں پھر سے حالتِ جنگ (state of war) کی طرف لوٹ آئیں۔ لہٰذا سورۃ التوبۃ کی یہ آیات - جن میں آیۃ السیف بھی شامل ہے - حقیقت میں مشرکینِ مکہ کی طرف سے عہد شکنی کے بعد اِختتامِ معاہدہ کا اِعلان و اِظہار تھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اِعلانِ نبوت کے بعد تیرہ (۱۳) سال مکہ میں گزارے۔ مسلمان مکہ میں بہت کمزور اَقلیت تھے۔ مکہ کے اِس پورے دور میں مسلمانوں کو ظلم و ستم، جبر و تشدد، وحشت و بربریت اور دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ اس تمام تر نااِنصافی اور جارحیت کے

(۱) التوبة، ۹:۱

باوجود مسلمانوں کو اپنی حفاظت اور دفاع کے لیے بھی ہتھیار اُٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ پیغمبرِ اِسلام اور آپ ﷺ کے پیروکاروں کو مزاحمت کی بجائے صبر و تحمل کا حکم تھا۔ ہجرت کے بعد بدر، اُحد اور خندق جیسے غزوات بھی محض دفاعی تھے۔ کیوں یہ تمام جنگیں شہر مدینہ کی حدود میں یا اس کے جوار میں لڑی گئیں۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے محض دفاعی پوزیشن پر ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اِن تمام جنگوں میں جب دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہوتا تو مسلمان مدینہ کے بارڈرز یا شہر مدینہ کے اندر محصور ہو کر دفاع کرتے۔ یا شہر مدینہ سے باہر نکل کر اپنی طرف ہونے والی جارحانہ پیش قدمی کو روکنے کے لیے لڑے۔ ان میں سے ایک جنگ بھی شہر مکہ کے بارڈرز پر نہیں لڑی گئی۔

عہدِ نبوی کے قبائلی اور جنگی کلچر میں جب ہر قبیلہ ہمہ وقت جنگ کرنے کے لیے تیار رہتا تھا، ہجرتِ مدینہ کے بعد تا دمِ وصال حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو مجموعی طور پر تقریباً ساٹھ (۶۰) تا اَسّی (۸۰) چھوٹی بڑی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر دِل چسپ بات یہ ہے کہ ان تمام جنگوں میں سے ایک جنگ بھی جارحیت کی صورت میں نہیں ہوئی۔ یہ تمام کی تمام جنگیں مدافعانہ تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں ایک دو جنگیں ممکنہ جارحیت کو روکنے کے لیے (preemptive defensive wars) لڑیں؛ ایک اُس وقت جب آپ ﷺ کو باوثوق ذرائع سے پختہ یقین ہوگیا کہ خیبر کے لوگ آپ ﷺ پر حملہ آور ہونے والے ہیں اور دوسری آپ ﷺ کی زندگی کے آخری سال جب آپ کو اطلاع دی گئی کہ شامی اَفواج مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے جمع ہو رہی ہیں۔ ان دو مواقع پر آپ ﷺ نے پیش بندی کے طور پر مدافعانہ حکمتِ عملی اِختیار کی۔ اس طرح آپ ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں ہمیشہ دفاعی حکمت عملی اپنائی اور کبھی کسی پر حملے میں پہل نہیں کی۔

یہاں پر نہایت غور طلب اور دل چسپ بات یہ ہے کہ مکہ کے اس دور میں، جب مسلمانوں کو ابھی اپنے دفاع اور حفاظت کے لیے مسلح جد و جہد کی اجازت نہیں تھی، جس زمانے میں ہر روز کسی نہ کسی صحابی کو مکہ کے گلی کوچوں اور چوک چوراہوں میں یا تو کوئلوں پہ لٹایا جا رہا تھا یا پھر کوڑوں سے پیٹا جا رہا تھا، ان کرب ناک حالات میں حکمِ جہاد پر مشتمل پانچ آیاتِ

جہاد(۱) نازل ہوئیں مگر ان میں سے کسی ایک میں بھی مدافعانہ جنگ تک کی اجازت نہ تھی۔

۱۱۔ جہاد اور قتال میں فرق

لفظِ جہاد اور قتال کو ایک دوسرے کی جگہ اِستعمال کرنے والوں اور ان دونوں الفاظ کو ایک دوسرے کا متبادل سمجھنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن حکیم میں سورۃ الفاتحۃ سے سورۃ الناس تک کسی ایک آیت میں بھی جہاد اور قتال کے دونوں الفاظ یا دونوں حکم ایک جگہ اکٹھے بیان نہ کرنے کی حکمت ہی دونوں کے درمیان فرق کو قائم رکھنا ہے تاکہ لوگ دونوں اِصطلاحات یا تصورات میں خلط ملط نہ کر بیٹھیں۔ اور دونوں (جہاد اور قتال) کو ایک دوسرے کا ہم معنی یا متبادل نہ سمجھ بیٹھیں۔ لفظ قتال جنگ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جب کہ لفظ جہاد کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ قرآن حکیم میں جنگ، خواہ دفاع کے لیے کیوں نہ ہو لفظ جہاد کا ناگزیر اور لازمی معنی نہیں ہے۔ بدقسمتی سے یہ اِصطلاح اِنتہا پسندوں اور دہشت گردوں نے hijack کر رکھی ہے۔ وہ اپنی مجرمانہ اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے اور بنی نوع انسان کو ہلاک کرنے کے لیے اِس اِصطلاح کا غلط اِستعمال و اِطلاق (wrong application) کرتے ہیں۔ مزید برآں اِسلامی تعلیمات کے مطابق قتال کا مطلب بھی ظالمانہ اور جارحانہ لڑائی نہیں بلکہ حق اور اِنصاف پر مبنی جائز (lawful) جنگ ہے جو UN کی دی ہوئی Definition کے عین مطابق ہے اور جسے عالمی قانون (International law) بھی جائز قرار دیتا ہے۔ بلکہ یہ جنگ ظلم و ستم اور جبر و اِستبداد کے خاتمے اور اَمن اَمان کی بحالی کے لیے لڑی جاتی ہے۔

---

(۱) ۱۔ الفرقان، ۲۵:۵۲
۲۔ العنکبوت، ۲۹:۶
۳۔ العنکبوت، ۲۹:۸
۴۔ العنکبوت، ۲۹:۶۹
۵۔ لقمان، ۳۱:۱۵
یہ تمام آیات اسی باب میں چند صفحات پیچھے ذکر کی جا چکی ہیں۔

۱۲۔ جہاد اور حرب میں فرق

عربی زبان مین لفظ 'حرب' کے بیسیوں مترادفات ہیں لیکن یہ لفظ مقاصدِ جنگ کو زیادہ بہتر طریقے سے واضح کرتا ہے۔ عربوں کی لڑائیاں عام طور پر دو مقاصد کے لیے ہوتی تھیں: ایک لوٹ مار کے لیے اور دوسرے نسلی تفاخر، غیرت وحمیت اور اِنتقامی کارروائیوں کے لیے۔ لفظِ حرب ان دونوں مقاصد کے لیے بپا کی جانے والی لڑائیوں کے محرکات اور مقاصد کا ایک بلیغ استعارہ ہے اور اپنا مفہوم پوری طرح واضح اور روشن کرتا ہے۔

خود عربی زبان میں جنگ کے لیے 'حرب' کا لفظ استعمال کیا گیا۔ تصورِ حرب، بھی تصور جہاد سے اپنے مفہوم کے اعتبار سے بہت مختلف ہے، اسی لیے جہاد پر حرب کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ جنگ یعنی حرب فتنوں کی پرورش کرتی ہے جبکہ جہاد فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جہاد کے مقاصد دنیا کی جارحانہ یا توسیع پسندانہ جنگوں سے قطعی مختلف ہیں۔ قرآن مجید میں لفظ 'حرب' چھ مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔ ایک کے سوا کہیں بھی اس سے جہاد کا مفہوم مترشح نہیں ہوتا۔ ذیل میں ہم لفظ حرب کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے قرآن کی مختلف آیات کا مطالعہ کرتے ہیں:

۱۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ. (۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود میں سے باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم (صدقِ دل سے) ایمان رکھتے ہو○ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اعلانِ جنگ پر خبردار ہو جاؤ۔

یہ اَمر قابل ذکر ہے کہ آیت مذکورہ میں مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے اور جہاد

(۱) البقرة، ۲: ۲۷۸-۲۷۹

مسلمانوں کے خلاف نہیں کیا جاتا۔ یہاں پر اصل میں سود کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے لفظِ حرب استعمال کیا گیا ہے۔ اکثر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ عملی طور پر بھی کبھی اس بنا پر جہاد نہیں کیا گیا۔ لہٰذا یہاں لغوی معنی مراد ہیں اصطلاحی نہیں۔

۲۔ ایک اور مقام پر عہد فراموش کفار کے حوالے سے لفظ حرب استعمال کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ○ (۱)

سو اگر آپ انہیں (میدانِ) جنگ میں پالیں تو ان کے عبرت ناک قتل کے ذریعے ان کے پچھلوں کو (بھی) بھگا دیں تاکہ انہیں نصیحت حاصل ہو○

قبائلِ یہود بار بار عہد شکنی کے مرتکب ہوتے تھے۔ یہ آیت انہی کے متعلق نازل ہوئی۔ یہودیوں نے ذاتی بغض و عناد کے باعث لڑائیوں کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا تھا اور قبائلِ عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں مصروف تھے۔ قرآن مجید میں اس منفی کارروائی کا ذکر حرب سے کیا گیا ہے۔

۳۔ ارشاد خداوندی ہے:

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ○ (۲)

جب بھی یہ لوگ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور یہ (روئے) زمین میں فساد انگیزی کرتے رہتے ہیں، اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا○

اس آیت کریمہ کا روئے سخن یہود و نصاریٰ کی طرف ہے۔ یہاں بھی حرب سے مراد ہرگز جہاد نہیں بلکہ منفی مقاصد پر مبنی جنگ و قتال ہے۔ مفہومِ آیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔

---

(۱) الأنفال، ۸:۵۷

(۲) المائدة، ۵:۶۴

۴۔ سورۃ التوبۃ میں ارشاد باری ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ. (۱)

اور (منافقین میں سے وہ بھی ہیں) جنھوں نے ایک مسجد تیار کی ہے (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے اور کفر (کو تقویت دینے) اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے اور اس شخص کی گھات کی جگہ بنانے کی غرض سے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے پہلے ہی سے جنگ کر رہا ہے۔

یہاں بھی لفظ 'حرب' کلیتاً منفی جنگی کارروائی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

عربی لغت کے مطابق عرب میں جنگ کے لیے جو تراکیب، محاورے، علامتیں اور اِستعارے استعمال ہوئے ہیں، ان تمام سے وحشیانہ پن اور دہشت گردی کا تأثر اُبھرتا ہے۔ اس لیے عسکری لٹریچر کی اصلاح کے لیے اِسلام نے ان تمام جارحانہ الفاظ اور محاوروں کو ترک کر کے اِصلاحِ اَحوال کی مثبت جد و جہد کو 'جہاد' کا نام دیا۔ اِس کا اِطلاق اَعلیٰ اور اَرفع مقاصد، قیامِ اَمن، فتنہ و فساد کے خاتمہ اور ظلم و جبر کو مٹانے کے لیے جامع جد و جہد پر ہوتا ہے۔ لفظ جہاد سے لوٹ مار، غیظ وغضب اور قتل و غارت گری کی بُو تک نہیں آتی بلکہ اس کا معنی پاکیزہ، اَعلیٰ اور پُراَمن اِنسانی مقاصد پر دلالت کرتا ہے۔ ایک مہذب، شائستہ اور بلند عزائم رکھنے والی اَمن پسند قوم کی اِنقلابی جد و جہد اور مسلسل کاوشوں کے مفہوم کی توضیح و تفہیم کے لیے لفظ جہاد سے بہتر کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے۔ جہاد اپنے وسیع تر معنوں میں وقتی یا ہنگامی سعی و کاوش نہیں بلکہ مہد سے لے کر لحد تک مردِ مومن کی پوری زندگی پر محیط ہے۔

۱۳۔ جہاد اور بغاوت میں فرق

اپنی تمام ظاہری و باطنی صلاحیتوں اور اِستعداد کو اَعلی اور پُراَمن مقاصد کے پیشِ نظر

(۱) التوبة، ۹:۱۰۷

اللہ کی راہ میں صرف کرنے کے لیے جو کوشش کی جائے، اسے جہاد کہتے ہیں۔ اگر جہاد کی شرعی شرائط پوری نہ ہوں تو وہ عمل جہاد نہیں بلکہ غدر، بغاوت دہشت گردی اور فساد ہے جس کی اِسلامی تعلیمات میں قطعاً اجازت نہیں ہے۔ جن لوگوں کو مسلح دہشت گردوں کی ملک دشمن کارروائیوں کے پس پردہ 'جہاد' کا شائبہ ہوتا ہے، اُنہیں اِطمینانِ قلب ہو جانا چاہیے کہ کلمہ گو اور معصوم شہریوں کی جانیں لینا کوئی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ جہاد جیسے اعلیٰ دینی تصور کو بدنام کرنے کی بدترین اور گھناؤنی کوشش ہے۔ تاریخِ اِسلام میں جس طرح بغاوت کو ایک جرم قرار دیا گیا ہے اسی طرح آج کے مسلح باغیوں کو ملک وقوم کا دشمن سمجھنا ہی دین داری ہے۔

آیات و اَحادیث اور تصریحاتِ اَئمہ دین کی روشنی میں بغاوت کی حرمت و ممانعت واضح ہے۔ اِس سلسلے میں احادیث کے علاوہ صحابہ کرام، تابعین، اَتباع التابعین بالخصوص امامِ اَعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور دیگر جلیل القدر ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ کی روشنی میں یہ اَمر واضح ہے کہ مسلم ریاست کے خلاف بغاوت کی قطعی ممانعت پر اِجماعِ اُمت ہے اور کسی مذہب و مسلک میں بھی اِس پر اختلاف نہیں ہے۔ ایسے مسلح خروج اور بغاوت کو جو نظمِ ریاست کے خلاف ہو اور ہیئتِ اِجتماعی کے باقاعدہ اِذن و اِجازت کے بغیر ہو وہ خانہ جنگی، دہشت گردی اور فتنہ و فساد ہوتا ہے؛ اسے کسی لحاظ سے بھی جہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

اَہلِ لغت نے بغاوت کی کئی تعریفات بیان کی ہیں، وہ سب ایک ہی معنوی اَصل کی طرف لوٹتی ہیں۔ یہ تعریفات ملاحظہ کرنے کے بعد آپ کے سامنے جہاد اور بغاوت کا فرق خود بخود واضح ہو جائے گا۔

۱۔ فقہاے اَحناف میں امام ابن ہمام (م۸۶۱ھ) نے 'فتح القدیر' میں بغاوت کی سب سے جامع تعریف کی ہے اور باغیوں کی مختلف اَقسام بیان کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

وَالْبَاغِي فِي عُرْفِ الْفُقَهَاءِ الْخَارِجُ عَنْ طَاعَةِ إِمَامِ الْحَقِّ. وَالْخَارِجُوْنَ عَنْ طَاعَتِهِ أَرْبَعَةُ أَصْنَافٍ: أَحَدُهَا: الْخَارِجُوْنَ بِلاَ تَأْوِيْلٍ بِمَنَعَةٍ وَبِلَا

مَنَعَةٍ، يَأْخَذُوْنَ أَمْوَالَ النَّاسِ وَيَقْتُلُوْنَهُمْ وَيُخِيْفُوْنَ الطَّرِيْقَ، وَهُمْ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ. **وَالثَّانِي**: قَوْمٌ كَذَلِکَ إِلَّا أَنَّهُمْ لاَ مَنَعَةَ لَهُمْ لَكِنْ لَهُمْ تَأْوِيْلٌ. فَحُكْمُهُمْ حُكْمُ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ. إِنْ قَتَلُوْا قُتِلُوْا وَصُلِّبُوْا. وَإِنْ أَخَذُوْا مَالَ الْمُسْلِمِيْنَ قُطِعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ عَلٰى مَا عُرِفَ. **وَالثَّالِثُ**: قَوْمٌ لَهُمْ مَنَعَةٌ وَحَمِيَّةٌ خَرَجُوْا عَلَيْهِ بِتَأْوِيْلٍ يَرَوْنَ أَنَّهُ عَلٰى بَاطِلٍ كُفْرٍ أَوْ مَعْصِيَةٍ. يُوْجِبُ قِتَالَهُ بِتَأْوِيْلِهِمْ. وَهٰؤُلاَءِ يُسَمَّوْنَ بِالْخَوَارِجِ يَسْتَحِلُّوْنَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِيْنِ وَأَمْوَالَهُمْ وَيَسْبُوْنَ نِسَاءَهُمْ وَيُكَفِّرُوْنَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. وَحُكْمُهُمْ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَجُمْهُوْرِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ حُكْمُ الْبُغَاةِ. ...... **وَالرَّابِعُ**: قَوْمٌ مُسْلِمُوْنَ خَرَجُوْا عَلٰى إِمَامٍ وَلَمْ يَسْتَبِيْحُوْا مَا اسْتَبَاحَهُ الْخَوَارِجُ، مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَسَبْيِ ذَرَارِيْهِمْ وَهُمُ الْبُغَاةُ.(۱)

فقہاء کے ہاں عرفِ عام میں آئین و قانون کے مطابق قائم ہونے والی حکومت کے نظم اور اتھارٹی کے خلاف مسلح جد و جہد کرنے والے کو باغی (دہشت گرد) کہا جاتا ہے۔ حکومت وقت کے نظم کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو طاقت کے بل بوتے یا طاقت کے بغیر بلاتاویل حکومت کی اتھارٹی اور نظم سے خروج کرنے والے ہیں اور لوگوں کا مال لوٹتے ہیں، انہیں قتل کرتے ہیں اور مسافروں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں، یہ لوگ راہ زن ہیں۔

دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کے پاس غلبہ پانے والی طاقت وقوت تو نہ ہو لیکن مسلح بغاوت کی غلط تاویل ہو، پس ان کا حکم بھی راہ زنوں کی طرح ہے۔ اگر یہ قتل کریں تو بدلہ میں انہیں قتل کیا جائے اور پھانسی چڑھایا جائے اور اگر مسلمانوں کا مال لوٹیں تو ان پر شرعی حد جاری کی جائے۔

---

(۱) ابن همام، فتح القدير، ۵:۳۳۴

تیسری قسم کے باغی وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت وقوت اور جمعیت بھی ہو اور وہ کسی من مانی تاویل کی بناء پر حکومت کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور ان کا یہ خیال ہو کہ حکومت باطل ہے اور کفر و معصیت کی مرتکب ہو رہی ہے۔ ان کی اِس تاویل کے باوجود حکومت کا ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں پر خوارج کا اطلاق ہوتا ہے جو مسلمانوں کے قتل کو جائز اور ان کے اَموال کو حلال قرار دیتے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں کو قیدی بناتے اور اَصحابِ رسول ﷺ کی تکفیر کرتے تھے۔ ان کا حکم بھی جمہور فقہاء اور اَئمہ حدیث کے ہاں خوارج اور باغیوں کی طرح ہی ہے۔

چوتھی قسم اُن لوگوں کی ہے جنہوں نے حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت تو کی لیکن ان چیزوں کو مباح نہ جانا جنہیں خوارج نے مباح قرار دیا تھا جیسے مسلمان کو قتل کرنا اور ان کی اولادوں کو قیدی بنانا وغیرہ۔ درحقیقت یہی لوگ باغی ہیں۔

۲۔ علامہ زین الدین بن نجیم حنفی (م۹۷۰ھ) 'البحر الرائق' میں باغی دہشت گردوں کی تعریف یوں کرتے ہیں:

وَأَمَّا الْبُغَاةُ فَقَوْمٌ مُسْلِمُوْنَ خَرَجُوْا عَلَى الْإِمَامِ الْعَدْلِ، وَلَمْ يَسْتَبِيْحُوْا مَا اسْتَبَاحَهُ الْخَوَارِجُ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَسَبْيِ ذَرَارِيْهِمْ. (۱)

جہاں تک باغیوں کا تعلق ہے تو یہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ ہیں جو قانونی طریقے سے قائم ہونے والی حکومت کے خلاف مسلح ہو کر مقابلے میں نکل آتے ہیں۔ بے شک جس چیز کو خوارج نے حلال قرار دیا ہے یہ اس کو حلال قرار نہ دیتے ہوں مثلاً مسلمان کا خون بہانا اور ان کی اولادوں کو قید کر کے لونڈی یا غلام بنانا۔ سو یہی لوگ باغی (دہشت گرد) کہلاتے ہیں۔

---

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ۵: ۱۵۱

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی (م۱۲۵۲ھ) نے ’رد المحتار‘ میں بغاوت کی تعریف اس طرح کی ہے:

أَهْلُ الْبَغْيِ: كُلُّ فِئَةٍ لَهُمْ مَنَعَةٌ. يَتَغَلَّبُوْنَ وَيَجْتَمِعُوْنَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَهْلَ الْعَدْلِ بِتَأْوِيْلٍ. يَقُوْلُوْنَ: ’الْحَقُّ مَعَنَا.‘ وَيَدَّعُوْنَ الْوِلَايَةَ.(۱)

باغیوں سے مراد ہر وہ گروہ ہے جس کے پاس مضبوط ٹھکانے اور طاقت ہو اور وہ غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کو منظّم کرکے مسلم ریاستوں کے خلاف (خودساختہ) تاویل کی بناء پر قتال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ **ہم ہی حق پر ہیں**۔ اور پھر وِلایت یعنی حکومت سازی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اِسلام کسی بھی پُراَمن اِجتماعیت کے خلاف مسلح خروج و بغاوت اور تفرقہ و اِنتشار کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اَمن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تلقین کرتا ہے۔ اِسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان وہی شخص ہے جس کے ہاتھوں مسلم و غیر مسلم سب بے گناہ انسانوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔ اِنسانی جان کا تقدس اور تحفظ شریعتِ اِسلامی میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ کسی بھی اِنسان کی ناحق جان لینا اور اُسے قتل کرنا فعلِ حرام ہے بلکہ بعض صورتوں میں یہ عمل موجبِ کفر بن جاتا ہے۔ آج کل دہشت گرد ریاستی نظم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے جس بے دردی سے خودکش حملوں اور بم دھماکوں سے گھروں، بازاروں، عوامی اور حکومتی دفاتر اور مساجد میں بے گناہ مسلمانوں اور پُراَمن غیر مسلموں کی جانیں لے رہے ہیں وہ جہاد نہیں بلکہ صریحاً کفر و فساد ہے۔ بغاوت و دہشت گردی فی نفسہٖ کافرانہ فعل ہے اور جب اِس میں خودکشی کا حرام عنصر بھی شامل ہو جائے تو اس کی سنگینی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

---

(۱) ۱۔ ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۴: ۲۶۲
۲۔ دسوقي، الحاشية، ۴: ۲۶۱
۳۔ عینی، البناية شرح الهداية، ۵: ۸۸۸

خلاصہ کلام

اِس باب میں ہم نے جہاد کے معنی و مفہوم اور اس کے جامع تصور کے ساتھ ساتھ اس کے غلط اِطلاقات (applications) کا ردّ کیا ہے۔ آئندہ اَبواب میں جہاد کی دو بنیادی اَقسام - جہادِ اَکبر اور جہادِ اَصغر - میں سے پہلی قسم یعنی جہادِ اَکبر پر تفصیل سے بحث کی جائے گی جب کہ جہادِ اَصغر یا جہاد بالسیف (defensive war against aggression) پر شرح وبسط کے ساتھ اِس موضوع پر ہماری الگ ضخیم کتاب میں مکمل تفصیلات درج ہیں۔

اَلْبَابُ الثَّانِي

اَلْجِهَادُ وَأَقْسَامُهُ

﴿جہاد اور اُس کی اَقسام﴾

١ . قَالَ الإِمَامُ ابْنُ حَزْمٍ (م٤٥٦هـ) فِي الْفَصْلِ فِي الْمِلَلِ وَالنِّحَلِ، بِأَنَّ لِلْجِهَادِ ثَلاثَةَ أَقْسَامٍ:

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: ...... إِنَّ الْجِهَادَ يَنْقَسِمُ أَقْسَامًا ثَـلَاثَةً: أَحَدُهَا: الدُّعَاءُ إِلَى اللهِ ﷻ بِاللِّسَانِ؛ وَالثَّانِي: الْجِهَادُ عِنْدَ الْحَرْبِ بِالرَّأْيِ وَالتَّدْبِيرِ؛ وَالثَّالِثُ: الْجِهَادُ بِالْيَدِ فِي الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ.(١)

امام ابن حزم (م٤٥٦ھ) اَلْفَصْل فِي الْمِلَل وَالنِّحَل میں جہاد کی تین اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابو محمد نے فرمایا ہے: بے شک جہاد تین اَقسام میں منقسم ہے: پہلی قسم یہ ہے کہ زبان سے دعوت اِلی اللہ دی جائے؛ دوسری قسم یہ ہے کہ جنگ مسلط ہونے کی صورت میں حکمت اور تدبر کے ساتھ لڑنا (تاکہ کم سے کم جانی نقصان ہو)؛ اور تیسری قسم یہ ہے کہ (حملہ آور کے جواب میں اپنا دفاع کرتے ہوئے) ہاتھ سے چوب یا چوٹ لگا کر جہاد کرنا۔

٢ . قَالَ الإِمَامُ السَّمْعَانِيُّ (م٤٨٩هـ) فِي تَفْسِيرِ الآيَةِ رقم ٧٨ مِنْ سُوْرَةِ الْحَجِّ – ﴿وَجَاهِدُوْا فِى اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ – بِأَنَّ لِلْجِهَادِ ثَلاثَةَ أَقْسَامٍ:

(١) ابن حزم في الفصل في الملل والنحل، ٤/١٠٧، وابن تيمية في منهاج السنة النبوية، ٨/٨٧۔

إِعْلَمْ أَنَّ الْجِهَادَ يَكُوْنُ بِالنَّفْسِ وَبِالْقَلْبِ وَبِالْمَالِ. فَأَمَّا الْجِهَادُ بِالنَّفْسِ فَهُوَ فِعْلُ الطَّاعَاتِ وَاخْتِيَارُ الْأَشَقِّ مِنَ الْأُمُوْرِ. وَأَمَّا الْجِهَادُ بِالْقَلْبِ فَهُوَ دَفْعُ الْخَوَاطِرِ الرَّدِيَّةِ. وَأَمَّا الْجِهَادُ بِالْمَالِ فَهُوَ الْبَذْلُ (وَالْإِيْثَارُ).[1]

امام سمعانی (م۴۸۹ھ) سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۸- ﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ ’اور (خاتمۂ ظلم، قیامِ اَمن اور تکریمِ اِنسانیت کے لیے) اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے‘- کے ذیل میں جہاد کی تین اَقسام یوں بیان کرتے ہیں:

جہاد، جان و دل اور مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ رہا جہاد بالنفس تو اُس سے مراد ہے: طاعات کو بجا لانا اور اُمور میں سے مشکل ترین کو چننا۔ رہا جہاد بالقلب تو اس سے مراد ہے: (لوگوں کو نقصان پہنچانے پر اُکسانے والے) فاسد و مضر خیالات کو قلب و ذہن سے نکال پھینکا جائے؛ اور رہ گیا جہاد بالمال تو اُس سے مراد ہے: دوسرے لوگوں (کی تالیفِ قلب کے لیے اُن) پر خرچ کیا جائے اور ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا جائے۔

٣. قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ (م٥٧٩ھ) فِي تَفْسِيْرِ الآيَةِ رقم ٤١ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ – ﴿وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾:

قَالَ الْقَاضِي أَبُو يَعْلٰى: أَوْجَبَ الْجِهَادَ بِالْمَالِ وَالنَّفْسِ جَمِيْعًا، فَمَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَهُوَ مَرِيْضٌ أَوْ مُقْعَدٌ أَوْ ضَعِيْفٌ لَا يَصْلُحُ لِلْقِتَالِ، فَعَلَيْهِ الْجِهَادُ بِمَالِهٖ بِأَنْ يُعْطِيَهُ غَيْرَهُ، فَيَغْزُوْ بِهٖ

(١) السمعاني في تفسير القرآن، ٣/٤٥٧۔

كَمَا يَلْزَمُهُ الْجِهَادُ بِنَفْسِهِ، إِذَا كَانَ قَوِيًّا. وَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَقُوَّةٌ فَعَلَيْهِ الْجِهَادُ بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ. وَمَنْ كَانَ مُعْدَمًا عَاجِزًا فَعَلَيْهِ الْجِهَادُ بِالنُّصحِ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﷺ لِقَوْلِهِ: ﴿وَلاَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يَجِدُوْنَ مَا يُنفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾، [التوبة، ٩/٩١].(١)

علامہ ابن الجوزی (م٥٧٩ھ) سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۴۱ - ﴿وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ 'اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو' - کے ذیل میں لکھتے ہیں:

قاضی ابو یعلی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کو تمام مسلمانوں پر لازمی قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس کے پاس مال ہو اور وہ بیمار، لاچار یا کمزور ہو اور (حملہ ہونے کی صورت میں دفاعی) قتال کی صلاحیت سے عاری ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مال سے جہاد کرے بایں طور کہ وہ کسی اور کو (جو ملک و ملت کے دفاع کی خاطر لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے) اپنا مال دے اور وہ اس کے ذریعے قتال کرے۔ جیسا کہ اس پر جہاد بالنفس بھی لازم ہے جب وہ طاقت ور ہو۔ اگر اس کے پاس مال اور طاقت دونوں ہوں تو اس پر جہاد بالنفس اور جہاد بالمال دونوں ہی لازم ہیں۔ لیکن جو شخص مفلس اور عاجز ہو تو اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے (لوگوں کی فلاح و بہبود اور) خیر خواہی کا جہاد لازم ہے؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلاَ عَلَى الَّذِيْنَ لاَ يَجِدُوْنَ مَا يُنفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ 'اور نہ (ہی) ایسے لوگوں پر

(١) ابن الجوزي في زاد المسير، ٣/٤٤٣۔

ہے جو اس قدر (وسعت بھی) نہیں پاتے جسے خرچ کریں جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے خالص و مخلص ہو چکے ہوں'۔

٤ . قَالَ الإِمَامُ فَخْرُ الدِّيْنِ الرَّازِيُّ (م٦٠٦ هـ) فِي تَفْسِيْرِ الآيَةِ رقم ٩٥ مِنْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ - ﴿وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ - بِأَنَّ لِلْجِهَادِ أَقْسَامًا مُخْتَلِفَةً:

وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْمُجَاهِدِ هُوَ: الْمُجَاهِدُ بِالْمَالِ وَالنَّفْسِ فَقَطُ، وَإِلَّا حَصَلَ التَّكْرَارُ. فَوَجَبَ أَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنْهُ مَنْ كَانَ مُجَاهِدًا عَلَى الإِطْلَاقِ فِي كُلِّ الْأُمُوْرِ أَعْنِي فِي عَمَلِ الظَّاهِرِ، وَهُوَ الْجِهَادُ بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْقَلْبِ؛ وَهُوَ أَشْرَفُ أَنْوَاعِ الْمُجَاهَدَةِ.(١)

امام فخر الدین رازی (م٦٠٦ھ) سورۃ النساء کی آیت نمبر ٩٥ - ﴿وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ 'اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو (بہر طور) بیٹھ رہنے والوں پر زبردست اجر (و ثواب) کی فضیلت دی ہے' - کے ذیل میں جہاد کی مختلف اَقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور ممکن نہیں کہ اس مجاہد سے مراد صرف مجاہد بالنفس اور مجاہد بالمال ہی ہو، وگرنہ تکرار ہوگا؛ بلکہ ضروری ہے کہ اس سے مراد تمام اُمور میں مطلقاً جہاد کرنے والا مراد ہو، یعنی ظاہری عمل میں بھی جہاد ہو جو کہ جہاد بالنفس، جہاد بالمال اور جہاد بالقلب ہیں۔ (اور دوسروں کی خیر خواہی کے

(١) الرازي في التفسير الكبير، ١١/٩۔

لیے اپنے دلوں سے جہاد کرنا) جہاد کی تمام انواع سے زیادہ قابلِ قدر ہے۔

٥ . قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ (م٧٢٨ﻫ) مُبَيِّنًا الْأَقْسَامَ السِّتَّةَ لِلْجِهَادِ:

اَلْجِهَادُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ بِالْقَلْبِ كَالْعَزْمِ عَلَيْهِ، أَوْ بِالدَّعْوَةِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَشَرَائِعِهِ، أَوْ بِإِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَى الْمُبْطِلِ، أَوْ بِبَيَانِ الْحَقِّ وَإِزَالَةِ الشُّبْهَةِ، أَوْ بِالرَّأْيِ وَالتَّدْبِيرِ فِيمَا فِيهِ نَفْعُ الْمُسْلِمِينَ، أَوْ بِالْقِتَالِ بِنَفْسِهِ. فَيَجِبُ الْجِهَادُ بِغَايَةِ مَا يُمْكِنُهُ.(١)

علامہ ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ) جہاد کی چھ صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(جہاد کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:) جہاد یا تو دل کے ذریعے کیا جاتا ہے جیسے جہاد کا عزم؛ یا اسلام اور اس کے احکامات کی طرف دعوت کے ذریعے یا غلط کاروں پر حجت قائم کر کے؛ یا حق کی وضاحت اور شبہات کے ازالے کے ذریعے؛ یا مسلمانوں کے لیے نفع کے کام کی فکر اور تدبیر کے ذریعے؛ یا نفسِ قتال ہی کے ذریعے۔ پس جو ذریعہ بھی ممکن ہو اس کے ذریعے جہاد واجب ہے۔

---

(١) أحمد بن غنيم النفراوي (م١١٢٦ﻫ) في الفواكه الدواني، ٨٧٩/٢۔

اس تعریف کو علامہ ابن تیمیہ کی نسبت سے مشہور حنبلی فقیہ منصور بن یونس بن صلاح الدین البہوتی نے 'کشاف القناع عن متن الإقناع (٣٦/٣؛ طبع قاہرہ، ١٩٦٨ء)' میں نقل کیا ہے۔ اسی سے ملتی جلتی تعریف 'مجموعة فتاوى ابن تيمية (٣٨/٥؛ بیروت، دار الفکر، ١٩٨٠ء)' میں بھی موجود ہے۔

٦. قَالَ الإِمَامُ ابْنُ الْحَاجِّ الْمَالِكِيُّ (م٧٣٧ھ) بِأَنَّ لِلْجِهَادِ قِسْمَيْنِ أَسَاسِيَّيْنِ: اَلْجِهَادُ الْأَكْبَرُ وَالْجِهَادُ الْأَصْغَرُ:

إِنَّ الْجِهَادَ يَنْقَسِمُ إِلٰى قِسْمَيْنِ: جِهَادٌ أَصْغَرُ وَجِهَادٌ أَكْبَرُ. فَالْجِهَادُ الْأَكْبَرُ هُوَ جِهَادُ النُّفُوْسِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: هَبَطْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ. ...... وَالْجِهَادُ الْأَصْغَرُ، وَهُوَ جِهَادُ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالْعِنَادِ.[1]

امام ابن الحاج المالکی (م۷۳۷ھ) جہاد کی دو بنیادی قسمیں - جہادِ اَکبر اور جہادِ اَصغر - بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جہاد کی دو قسمیں ہیں: جہادِ اَصغر اور جہادِ اَکبر۔ جہادِ اَکبر سے مراد جہاد بالنفوس (یعنی قلب و روح اور اخلاق و کردار کی تطہیر و بالیدگی) ہے۔ اس کی بنیاد حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: 'تم جہادِ اَصغر سے جہادِ اَکبر کی طرف آئے ہو' ...... اور جہادِ اَصغر سے مراد اَہلِ کفر و عناد کے ساتھ (اپنے دفاع کی خاطر کیا جانے والا) جہاد ہے۔

٧. قَالَ الإِمَامُ ابْنُ الْحَاجِّ الْمَالِكِيُّ (م٧٣٧ھ) فِي مَقَامٍ آخَرَ بِأَنَّ هُنَاكَ الْأَقْسَامَ الْأَرْبَعَةَ الْأُخْرٰى لِلْجِهَادِ:

اَلْجِهَادُ يَنْقَسِمُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ: جِهَادٌ بِالْقَلْبِ، وَجِهَادٌ بِاللِّسَانِ، وَجِهَادٌ بِالْيَدِ، وَجِهَادٌ بِالسَّيْفِ.

فَالْجِهَادُ بِالْقَلْبِ: جِهَادُ الشَّيْطَانِ، وَجِهَادُ النَّفْسِ عَنِ

(١) ابن الحاج في المدخل، ٢/٣۔

الشَّهَوَاتِ وَالْمُحَرَّمَاتِ. قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ۝﴾[1]. وَجِهَادُ اللِّسَانِ: الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَمِنْ ذٰلِكَ مَا أَمَرَ اللهُ ﷻ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِهِ مِنْ جِهَادِ الْمُنَافِقِيْنَ لِأَنَّهُ ﷻ قَالَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝﴾[2]. فَجَاهَدَ الْكُفَّارَ بِالسَّيْفِ وَجَاهَدَ الْمُنَافِقِيْنَ بِاللِّسَانِ، لِأَنَّ اللهَ ﷻ نَهَاهُ أَنْ يَعْمَلَ بِعِلْمِهِ فِيْهِمْ فَيُقِيْمُ الْحُدُوْدَ عَلَيْهِمْ.

وَجِهَادُ الْيَدِ: زَجْرُ ذَوِي الْأَمْرِ أَهْلَ الْمَنَاكِرِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْبَاطِلِ وَالْمَعَاصِي وَالْمُحَرَّمَاتِ وَعَنْ تَعْطِيْلِ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ بِالْأَدَبِ وَالضَّرْبِ عَلٰى مَا يُؤَدِّي إِلَيْهِ الاجْتِهَادُ فِي ذٰلِكَ. وَمِنْ ذٰلِكَ إِقَامَتُهُمُ الْحُدُوْدَ عَلَى الْقَذَفَةِ الزُّنَاةِ وَشَرَبَةِ الْخَمْرِ.

ثُمَّ أَوَّلُ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي مُجَاهَدَتِهِ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا لِأَنَّ مَحَبَّتَهَا وَالْعَمَلَ عَلٰى تَحْصِيْلِهَا مَعَ وُجُوْدِ شَغَفِ الْقَلْبِ بِهَا، يُعْمِي عَنْ أُمُوْرِ الْآخِرَةِ، وَيَطْمِسُ الْقَلْبَ، وَيُكْثِرُ فِيْهِ الْوَسَاوِسَ وَالنَّزَغَاتِ.[3]

(١) النازعات، ٧٩/٤٠-٤١۔

(٢) التوبة، ٩/٧٣۔

(٣) ابن الحاج في المدخل، ٣/٢٦-٢٧۔

امام ابن الحاج المالکی (م۷۳۷ھ) ایک دوسرے مقام پر جہاد کی چار اَقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جہاد چار قسموں میں منقسم ہے: جہاد بالقلب (طہارتِ قلب اور تزکیہ نفس)، جہاد باللسان (دعوت و تبلیغ)، جہاد بالید (خدمتِ خلق) اور جہاد بالسیف (یعنی جہاد بالقتال)۔

جہاد بالقلب سے مراد شیطان اور نفس دونوں کے ساتھ جہاد ہے، بایں صورت کہ نفس کو بری خواہشات اور محرمات سے روکا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo**﴾ ’اور اُس نے (اپنے) نفس کو (بری) خواہشات و شہوات سے باز رکھاo تو بے شک جنت ہی (اُس کا) ٹھکانا ہوگاo‘۔

جہاد باللسان سے مراد ہے: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اسی قسم سے وہ جہاد بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو منافقین کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿**يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُo**﴾ ’اے نبی (معظم!) آپ (اِسلام دشمنی پر کارفرما) کافروں اور منافقوں سے جہاد کریں اور (اَمن دشمنی، فساد انگیزی اور جارحیت کے اِرتکاب کی وجہ سے) ان پر سختی کریں، اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ برا ٹھکانا ہےo‘۔

سو حضور نبی اکرم ﷺ نے کفار کے ساتھ (ان کی معاندانہ کارروائیوں کے نتیجے میں قیامِ اَمن کی خاطر) تلوار کے ساتھ اور منافقوں (کی سازشوں اور دین دشمن کارروائیوں کے خلاف ان) کے ساتھ زبان سے

جہاد کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمایا تھا کہ آپ ان کے بارے میں اپنے علم پر عمل نہ کریں اور ان پر حدود نہ لگائیں۔

اور جہاد بالید (یعنی ہاتھ کے ساتھ جہاد) سے مراد ہے: حکمرانوں کا برے لوگوں کو ان کی برائیوں، باطل اُمور، معصیات اور محرمات پر ترہیب اور سرزنش کرنا اور انہیں ان کے فرائض و واجبات سے تادیباً یا عقاباً سبک دوش کرنا؛ جیسا کہ اجتہاد اس بارے میں راہنمائی کرتا ہے۔ ان حکمرانوں کا تہمت لگانے والوں، بدکاروں اور شرابیوں (جیسے مجرموں اور حدود اللہ کی پامالی کرنے والوں) پر حدود لگانا بھی اِسی قبیل سے ہے۔

پھر سب سے پہلی چیز جس کی مجاہد کو اپنے جہاد میں احتیاج ہوتی ہے وہ اس کا (اِس فانی) دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا ہے؛ کیونکہ دنیا کی محبت اور اسے حاصل کرنے کی کوشش اور اس کے ساتھ ساتھ دل میں اس کی چاہت انسان کو اس کے اُخروی اُمور سے نابینا کر دیتی ہے، نورِ قلب کو گل کر دیتی ہے اور اس میں وساوِس اور شرانگیزیوں کا اِضافہ کرتی ہے۔

٨. قَالَ الإِمَامُ الذَّهَبِيُّ (م٧٤٨هـ) بِأَنَّ ابْنَ حَزْمٍ قَسَّمَ الْجِهَادَ إِلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ:

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ: وَالْجِهَادُ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ: أَعْلَاهَا: الدُّعَاءُ إِلَى اللهِ بِاللِّسَانِ؛ وَثَانِيهَا: الْجِهَادُ عِنْدَ الْبَأْسِ بِالرَّأْيِ وَالتَّدْبِيرِ؛ وَالثَّالِثُ: الْجِهَادُ بِالْيَدِ. (١)

امام ذہبی (م۷۴۸ھ) ابن حزم کے حوالے سے جہاد کی تین اَقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(١) الذهبي في المنتقى من منهاج الاعتدال، ١/٥١٢۔

ابن حزم نے کہا ہے: جہاد کی تین اقسام ہیں: ان سب سے اعلی قسم زبان کے ساتھ دعوت اِلی الحق دینا ہے؛ دوسری قسم ہے: (باغی اور مسلح گروہوں کے خلاف) لڑائی کے وقت رائے اور تدبیر اختیار کرنا (تاکہ کم سے کم نقصان ہو)؛ تیسری قسم ہے: (معاندانہ کارروائیوں میں ملوث مسلح گروہوں اور برسرِ پیکار لوگوں کے خلاف) ہاتھ کے ساتھ جہاد کرنا۔

٩ . قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ (م ٧٥١ﻫ) **فِي زَادِ الْمَعَادِ فِي صَدَدِ أَقْسَامِ الْجِهَادِ:**

وَكَانُوْا مَعَهُ بِأَرْوَاحِهِمْ وَبِدَارِ الْهِجْرَةِ بِأَشْبَاحِهِمْ. وَهٰذَا مِنَ الْجِهَادِ بِالْقَلْبِ، وَهُوَ أَحَدُ مَرَاتِبِهِ الْأَرْبَعِ: وَهِيَ الْقَلْبُ وَاللِّسَانُ وَالْمَالُ وَالْبَدَنُ. وَفِي الْحَدِيْثِ: جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَقُلُوْبِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ. (١)

علامہ ابن القیم (م۷۵۱ھ) 'زاد المعاد' میں جہاد کی تقسیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اور وہ اپنی اَرواح کے ساتھ (یعنی دل و جان سے) آپ کے ہمراہ تھے اور دارِ ہجرت میں اپنے سایوں کے ساتھ (یعنی پُر عزم تھے)۔ یہ جہاد بالقلب میں سے ہے جو کہ جہاد کے چار مراتب میں سے ایک ہے۔ وہ چار مراتب یہ ہیں: قلب (سے جہاد)؛ زبان (سے جہاد)؛ مال (سے جہاد) اور بدن (کے ساتھ جہاد)۔ حدیثِ مبارکہ میں بھی ہے: مشرکوں سے (دعوت اِلی الحق دینے کے لیے) اپنی زبانوں، (ان کی خیر خواہی کے لیے) اپنے دلوں اور (ان کی تالیفِ قلب کے لیے) اپنے اَموال کے ساتھ جہاد کرو۔

---

(١) ابن القيم في زاد المعاد، ٣/٥٧١۔

١٠ . قَالَ ابْنُ حَجَرِ الْعَسْقَلَانِيُّ (م٨٥٢ﻫ) فِي صَدَدِ لَفْظِ الْجِهَادِ:

وَالْجِهَادُ بِكَسْرِ الْجِيمِ، أَصْلُهُ لُغَةً الْمَشَقَّةُ، يُقَالُ: جَهَدْتُ جِهَادًا بَلَغْتُ الْمَشَقَّةَ، وَيُطْلَقُ أَيضًا عَلٰى مُجَاهَدَةِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَالْفُسَّاقِ. فَأَمَّا مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ فَعَلٰى تَعَلُّمِ أُمُورِ الدِّينِ، ثُمَّ عَلَى الْعَمَلِ بِهَا، ثُمَّ عَلٰى تَعْلِيمِهَا. وَأَمَّا مُجَاهَدَةُ الشَّيْطَانِ فَعَلٰى دَفْعِ مَا يَأْتِي بِهٖ مِنَ الشُّبُهَاتِ، وَمَا يُزَيِّنُهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ. وَأَمَّا مُجَاهَدَةُ الْكُفَّارِ فَتَقَعُ بِالْيَدِ وَالْمَالِ وَاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ. وَأَمَّا مُجَاهَدَةُ الْفُسَّاقِ فَبِالْيَدِ ثُمَّ اللِّسَانِ ثُمَّ الْقَلْبِ.(١)

حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) لفظ ’جہاد‘ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

لفظ ’جہاد‘ جیم کی کسرہ کے ساتھ ہے اور لغوی اعتبار سے اِس کا حقیقی معنی ’مشقت‘ ہے۔ کہا جاتا ہے: جَهَدْتُ جِهَادًا (میں نے بڑی مشقت اٹھائی)۔ اس کا اِطلاق نفس، شیطان اور نافرمانوں سے جہاد کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ نفس سے جہاد اُمورِ دینیہ کا سیکھنا اور پھر ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور پھر اُن اُمور کی (دوسروں کو بھی) تعلیم دینا ہے اور شیطان سے جہاد اُس کی طرف سے پیدا ہونے والے شبہات اور اس کی سجائی ہوئی شہوات سے دوری اختیار کرنا ہے۔ کفار سے جہاد ہاتھ، مال، زبان اور دل سے ہوتا ہے۔ جب کہ نافرمانوں سے جہاد ہاتھ سے، پھر زبان سے اور پھر دل سے ہوتا ہے۔

---

(١) العسقلاني في فتح الباري، ٦/٣۔

اَلْبَابُ الثَّالِثُ

اَلْجِهَادُ بِالنَّفْسِ

﴿جہاد بالنفس﴾

اَلْقُرْآن

(۱) وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط اِنَّ اللهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ○

(العنكبوت، ٢٩/ ٦)

جو شخص (راہِ حق میں) جدوجہد کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لیے تگ و دو کرتا ہے، بے شک اللہ تمام جہانوں (کی طاعتوں، کوششوں اور مجاہدوں) سے بے نیاز ہے○

(۲) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ○

(العنكبوت، ٢٩/ ٦٩)

اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں، اور بے شک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے○

اَلْحَدِيْث

(۱) مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ الْأَمَّارَةَ فَهُوَ الْمُجَاهِدُ الْحَقِيْقِيُّ

﴿نفسِ اَمارہ کے خلاف جہاد کرنے والا حقیقی مجاہد ہے﴾

١-١/٥. عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ.

١: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٦/ ٢٠، الرقم/ ٢٣٩٩٦، والترمذي في السنن، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من ـــــ

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ وَابْنُ حِبَّانَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت فضالہ بن عبید ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (بڑا) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے، ترمذی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(٢) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ، قَالَ: أَوَّلُ مَا تُنْكِرُوْنَ مِنْ جِهَادِكُمْ أَنْفُسَكُمْ.

ذَكَرَهُ ابْنُ رَجَبٍ الْحَنْبَلِيُّ فِي جَامِعِ الْعُلُوْمِ وَالْحِكَمِ.

سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ فرماتے ہیں: (اگلے زمانوں میں) سب سے پہلے تم جس چیز کا اِنکار کرو گے وہ جہاد بالنفس ہوگا۔

اسے ابن رجب الحنبلی نے 'جامع العلوم والحکم' میں بیان کیا ہے۔

(٣) قَالَ الإِمَامُ ابْنُ بَطَّالٍ فِي شَرْحِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ: قَالَ عَلِيٌّ

.... مات مرابطًا، ١٦٥/٤، الرقم/١٦٢١، والبزار في المسند، ١٥٦/٢، الرقم/٣٧٥٣، والحاكم في المستدرك، ١٥٦/٢، الرقم/٢٦٣٧، وابن حبان في الصحيح، ٤٨٤/١٠، الرقم/٤٦٢٤، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٥٦/١٨، الرقم/٦٤١، وأبو عوانة في المسند، ٤٩٦/٤، الرقم/٧٤٦٣، والبيهقي في الزهد الكبير/١٦٣، الرقم/٣٦٩۔

٢: ابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم/١٩٦۔

٣: ابن بطال في شرح صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ٢١٠/١٠-٢١١۔

بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ: أَوَّلُ مَا تَفْقِدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمْ جِهَادُ أَنْفُسِكُمْ.

امام ابن بطال 'شرح صحیح البخاری' میں لکھتے ہیں: سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے تمہارے دین (پر عمل کرنے) میں جو چیز مفقود (یعنی ترک) ہو جائے گی وہ تمہارا اپنے نفوس کے خلاف جہاد ہے۔

(٤) **عَنْ حَنَّانَ بْنِ خَارِجَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، مَا تَقُوْلُ فِي الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ؟ قَالَ: ابْدَأْ بِنَفْسِکَ، فَاغْزُهَا؛ وَابْدَأْ بِنَفْسِکَ، فَجَاهِدْهَا.**

رَوَاهُ الطَّيَالِسِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وذَكَرَهُ ابْنُ رَجَبٍ الْحَنْبَلِيُّ فِي جَامِعِ الْعُلُوْمِ وَالْحِكَمِ وَالْمِزِّيُّ فِي التَّهْذِيْبِ وَالْعَسْقَلَانِيُّ فِي الْمَطَالِبِ.

حنان بن خارجہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے عبد اللہ بن عمر! آپ کا ہجرت اور جہاد کے بارے میں کیا موقف ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اسے اپنے نفس سے شروع کر اور اس سے جنگ کر؛ پھر اپنے نفس سے شروع کر اور اس سے جہاد کر۔

٤: أخرجه الطيالسي في المسند/٣٠٠، الرقم/٢٢٧٧، والبيهقي في الزهد الكبير، ١٦٢-١٦٣، الرقم/٣٦٨، وذكره ابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم/١٩٦، وأيضا في شرح حديث لبيك/١٢٨، والمزي في تهذيب الكمال، ٤٢٦/٧، وابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، ٢٣٨/٩، الرقم/١٩٢٨۔

اسے امام طیالسی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابن رجب الحنبلی نے 'جامع العلوم والحکم' میں، مزی نے 'تہذیب الکمال' میں جب کہ عسقلانی نے 'المطالب العالیۃ' میں بیان کیا ہے۔

(٥) قَالَ الإِمَامُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: إِنَّمَا عَدُوُّکَ نَفْسُکَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْکَ. فَقَاتِلْ هَوَاکَ أَشَدَّ مِمَّا تُقَاتِلُ عَدُوَّکَ.

ذَکَرَهُ الإِمَامُ ابْنُ بَطَّالٍ فِي شَرْحِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ.

امام سفیان ثوری کہتے ہیں: بے شک تمہارا دشمن وہی نفس ہے جو تمہارے پہلوؤں کے درمیان ہے۔ تم اپنے دشمن کے ساتھ جنگ سے بھی بڑھ کر اپنی نفسانی خواہشات کے ساتھ جنگ کرو۔

اسے امام ابن بطال نے 'شرح صحیح البخاری' میں بیان کیا ہے۔

(٢) اَلْجِهَادُ بِالنَّفْسِ هُوَ الْجِهَادُ الْأَکْبَرُ

﴿جہاد بالنفس، جہادِ اکبر ہے﴾

٢/٦. عَنْ جَابِرٍ ﷺ، قَالَ: قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَوْمٌ غُزَاةٌ، فَقَالَ: قَدِمْتُمْ

٥: ابن بطال في شرح صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ١٠/٢١٠۔

٦: أخرجه البيهقي في الزهد الكبير/١٦٥، الرقم/٣٧٣، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، ١٣/٥٢٣، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٦/٤٣٨، وذكره ابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم/١٩٦، والمزي في تهذيب الكمال، ٢/١٤٤، والسيوطي في شرح سنن ابن ماجه، ١/٢٨٢، الرقم/٣٩٣٤۔

خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ. قِيْلَ: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الزُّهْدِ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

حضرت جابر ﷺ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہادِ اَصغر (جہاد بالسیف) سے جہادِ اَکبر (جہاد بالنفس) کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اَکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اَکبر ہے۔

اسے امام بیہقی نے ’الزہد الکبیر‘ میں اور خطیب بغدادی و ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

٧-١٠/٣. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْغَزَالِيِّ فِي الإِحْيَاءِ: قَالَ نَبِيُّنَا ﷺ لِقَوْمٍ قَدِمُوْا مِنَ الْجِهَادِ: مَرْحَبًا بِكُمْ! قَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: جِهَادُ النَّفْسِ.

امام غزالی کی ’الاحیاء‘ میں بیان کردہ روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ہمارے نبی مکرم ﷺ نے جنگ سے واپس آنے والی قوم سے فرمایا: تمہیں خوش آمدید کہ تم جہادِ اَصغر سے جہادِ اَکبر کی طرف لوٹے ہو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جہادِ اَکبر کیا ہے؟ فرمایا: نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد۔

(٨) قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ لِقَوْمٍ جَاءُوْا مِنَ الْغَزْوِ: قَدْ جِئْتُمْ

٧: الغزالي في إحياء علوم الدين، ٣/٦٦۔

٨: ابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم/١٩٦۔

مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ، فَمَا فَعَلْتُمْ فِي الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ؟ قَالُوْا: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: جِهَادُ الْقَلْبِ.

ذَكَرَهُ ابْنُ رَجَبِ الْحَنْبَلِيُّ فِي جَامِعِ الْعُلُوْمِ وَالْحِكَمِ.

ابراہیم بن ابی علقمہ نے جنگ سے واپس آنے والے غازیوں سے کہا: تم لوگ جہادِ اَصغر سے واپس لوٹے ہو، اب (دیکھنا یہ ہے کہ تم نے) جہادِ اَکبر میں کیا کیا؟ انہوں نے کہا: یہ جہادِ اَکبر کیا ہے؟ ابراہیم بن ابی علقمہ نے جواب دیا: قلبی جہاد (جو نفسانی خواہشات کے خلاف کیا جاتا ہے)۔

اسے ابن رجب الحنبلی نے 'جامع العلوم والحکم' میں بیان کیا ہے۔

(۹) قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ الْمُقَفَّعِ: أَعْظَمُ الْجِهَادُ جِهَادُ الْمَرْءِ نَفْسَهُ.

ذَكَرَهُ الْإِمَامُ الرَّاغِبُ الْأَصْفَهَانِيُّ فِي الْمُحَاضَرَاتِ.

امام ابن مقفع کہتے ہیں: سب سے بڑا جہاد اِنسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد ہے۔

اسے امام راغب الاصفہانی نے 'محاضرات الادباء' میں بیان کیا ہے۔

(۱۰) قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ بَطَّالٍ فِي شَرْحِ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ: جِهَادُ

۹: أبو القاسم الأصفهاني في محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، ۱/۶۱۳۔

۱۰: ابن بطال في شرح صحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ۱۰/۲۱۰، والعيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ۲۳/۸۷، وابن حجر العسقلاني في فتح الباري شرح صحيح ـــــ

الْمَرْءِ نَفْسَهُ هُوَ الْجِهَادُ الْأَكْمَلُ.

ذَكَرَهُ الْعَيْنِيُّ فِي الْعُمْدَةِ وَابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي الْفَتْحِ.

امام ابن بطال 'شرح صحيح البخاری' میں کہتے ہیں: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد ہی کامل ترین جہاد ہے۔

اسے امام بدر الدین العینی نے 'عمدۃ القاری' میں اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے 'فتح الباری' میں بیان کیا ہے۔

١١/٤. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ. قَالَ: لَيْسَ بِذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

.... البخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة اللّٰه، ١١/٣٣٨۔

١١: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، ٥/٢٢٦٧، الرقم/٥٧٦٣، ومسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب، ٤/٢٠١٤، الرقم/٢٦٠٩، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٨٢، الرقم/٣٦٢٦، وأبو داود في السنن، كتاب الأدب، باب من كظم غيضا، ٤/٢٤٨، الرقم/٤٧٧٩، وابن حبان في الصحيح، ٧/٢١٤، الرقم/٢٩٥٠، وابن أبي شيبة في المصنف، ٥/٢١٦، الرقم/٢٥٣٧٨، وأبو يعلى في المسند، ٩/٩٦، الرقم/٥١٦٢، والبيهقي في السنن الكبرى، ٤/٦٨، الرقم/٦٩٣٧، وأيضا ١٠/٢٣٥، الرقم/٢٠٨٧٤۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پہلوان کسے سمجھتے ہو؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کیا: جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: پہلوان وہ شخص نہیں ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھ سکے (یعنی اپنے غیض و غضب کو ضبط کر کے نفس کو پچھاڑ دے)۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے جب کہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۵/۱۲. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى وَمَالِكٌ.

اور امام بخاری کی بیان کردہ روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت خود کو قابو میں رکھ سکے۔

۱۲: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، ٥/٢٢٦٧، الرقم/٥٧٦٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٢/٢٣٦، ٢٦٨، ٥١٧، الرقم/٧٢١٨، ٧٦٢٨، ١٠٧١٣، والنسائي في السنن الكبرى، ٦/١٠٥، الرقم/١٠٢٢٦، ١٠٢٢٨، ومالك في الموطأ، كتاب حسن الخلق، باب ما جاء في الغضب، ٢/٩٠٦، الرقم/١٦١٣، وعبد الرزاق في المصنف، ١١/١٨٨، الرقم/٢٠٢٨٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ١٠/٢٤١، الرقم/٢٠٩١٥، والطبراني في مسند الشاميين، ٣/٢٥، الرقم/١٧٣٠، وأيضا ٤/١٨٤، الرقم/٣٠٦٦۔

اسے امام بخاری، احمد، نسائی نے ’السنن الکبریٰ‘ میں اور مالک نے روایت کیا ہے۔

١٣/٦. عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَکَ وَهَوَاکَ فِي ذَاتِ اللهِ ﷻ.

رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْقَزْوِيْنِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

حضرت ابو ذر غفاری ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کون سا جہاد سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے نفس اور خواہشات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

اسے امام ابو نعیم، قزوینی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

١٤-١٥/٧. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ أَنْ يُجَاهِدَ الرَّجُلَ نَفْسَهُ فِي اللهِ وَهَوَاهُ.

١٣: أخرجه أبونعيم الأصبهاني في حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ٢/٢٤٩، والقزويني في التدوين في أخبار قزوين، ٣/١٣٣، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٨/٤٢٩، والسيوطي في جمع الجوامع المعروف بـ: الجامع الكبير، ١/٧٤٥، الرقم/١٣٧/٣٨٠٧، والهندي في كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ٤/١٨٥، الرقم/١١٢٦٥، وصححه الألباني في سلسلة الأحاديث الصحيحة، ٣/٤٨٣، الرقم/١٤٩٦۔

١٤: أخرجه ابن النجار كما قال السيوطي في جامع الأحاديث، ٢/١٣-١٤، الرقم/٣٥٠١، والمناوي في فيض القدير، ٢/٣١، وصححه الألباني في سلسلة الأحاديث الصحيحة، ٣/٤٨٣، الرقم/١٤٩٦۔

رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ كَمَا قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَالْهِنْدِيُّ وَالْمُنَاوِيُّ.

اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد یہ ہے کہ انسان راہِ خدا میں اپنے نفس اور اس کی شہوات کے خلاف ریاضت و مجاہدہ کرے۔

اسے ابن نجار نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام سیوطی، ہندی اور مناوی نے کہا ہے۔

(١٥) قَالَ الْمُلَّا عَلِيُّ الْقَارِيُّ الْحَنَفِيُّ فِي شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ:

وَهُوَ الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ، الَّذِي يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ الْجِهَادُ الْأَصْغَرُ، وَمِنْهُ كَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ ظَالِمٍ لِلْخَلْقِ.

ملا علی قاری حنفی اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اور (ہوائے نفسانی کے خلاف) یہ (مجاہدہ) ہی جہادِ اَکبر ہے جس پر جہادِ اَصغر (جہاد بالسیف) کے نتائج وثمرات کا اِنحصار ہے۔ مخلوق پر ظلم ڈھانے والے حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا بھی اِسی جہاد میں سے ہے۔

١٦-٢٣/٨. عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللهِ عزوجل.

١٥: الملا علي القاري في شرح مسند أبي حنيفة، باب أفضل الجهاد/ ٣٧١۔

١٦: أخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول في أحاديث الرسول ﷺ، ٢/ ٢٣٤، والمروزي في تعظيم قدر الصلاة، ٢/ ٥٩٦، الرقم/ ٦٣٤، والطبراني كما قال الهندي في كنز العمال، ١٥/ ٣٦٣، الرقم/ ٤٣٤٢٧، وذكره المناوي في فيض القدير، ٢/ ٤٩، وأيضا في التيسير بشرح الجامع الصغير، ١/ ١٨٨۔

رَوَاهُ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ وَالْمَرْوَزِيُّ وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ كَمَا قَالَ الْهِنْدِيُّ وَذَكَرَهُ الْمُنَاوِيُّ.

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ **بیان کرتے ہیں** کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد اُس شخص کا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف مجاہدہ کیا۔

اسے حکیم ترمذی اور مروزی نے اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے جیسا کہ ہندی نے کہا ہے۔ جب کہ امام مناوی نے بھی بیان کیا ہے۔

(١٧) قَالَ الْحَسَنُ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ مُخَالَفَةُ الْهَوٰى.

ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِي الْمَعَالِمِ وَأَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ فِي التَّفْسِيْرِ.

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ **فرماتے ہیں**: خواہشاتِ نفس کی مخالفت کرنا اَفضل ترین جہاد ہے۔

اسے امام بغوی نے 'معالم التنزیل' میں اور ابو مظفر سمعانی نے 'تفسیر القرآن' میں بیان کیا ہے۔

(١٨) عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمَدَائِنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلْحَسَنِ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ، أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: جِهَادُكَ هَوَاكَ.

ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الذَّمِّ.

ابو الحسن المدائنی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام حسن بصری

١٧: البغوي في معالم التنزيل، ٣/٤٧٥، والسمعاني في تفسير القرآن، ٤/١٩٤۔

١٨: ابن الجوزي في ذم الهوٰى/٤٨، الرقم/٥٠۔

ﷺ سے عرض کیا: اے ابو سعید! کون سا جہاد بہترین ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

اسے علامہ ابن الجوزی نے 'ذم الہویٰ' میں بیان کیا ہے۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ، قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: جِهَادُ الْهَوٰی.

ذَکَرَهُ الدَّيْنَوَرِيُّ فِي الْمُجَالَسَةِ.

امام ابن المبارک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: کون سا جہاد بہترین ہے؟ آپ نے جواب دیا: نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

اسے امام ابو بکر دینوری مالکی نے 'مجالسۃ وجواہر العلوم' میں بیان کیا ہے۔

(۲۰) قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاکِيُّ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ مُجَاهَدَتُکَ نَفْسَکَ.

رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي صِفَةِ الصَّفْوَةِ.

امام احمد بن عاصم الانطاکی کا قول ہے: بہترین جہاد تمہاری نفسانی خواہشات کے خلاف تمہارا مجاہدہ ہے۔

۱۹: الدينوري في مجالسة وجواهر العلوم/۳۳۵، الرقم/۱۹٦۳۔

۲۰: أبو نعيم في حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۹/۲۸۳، وابن الجوزي في صفة الصفوة، ٤/۲۷۸۔

اِسے امام ابونعیم نے حلية الأولياء میں اور ابن الجوزی نے صفة الصفوة میں بیان کیا ہے۔

(۲۱) قَالَ بَعْضُهُمْ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَکَ عَنِ الْحَرَامِ عَمَّا نَهَى اللهُ ﷻ وَعَنْ هَوَاکَ.

رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِي التَّارِيْخِ.

بعض ائمہ کا قول ہے: بہترین جہاد نفس کا مجاہدہ ہے کہ تو نفس کو حرام سے محفوظ رکھے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اپنی خواہشات سے باز رکھے۔

اسے امام ابن عساکر نے 'تاریخ دمشق الکبیر' میں بیان کیا ہے۔

(۲۲) أَقَرَّ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ بِأَنَّ الْجِهَادَ ضِدَّ النَّفْسِ أَصْلٌ لِلْجِهَادِ ضِدَّ الْعَدُوِّ:

لِمَا كَانَ جِهَادُ أَعْدَاءِ اللهِ فِي الْخَارِجِ فَرْعًا عَلَى جِهَادِ الْعَبْدِ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللهِ، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَا هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ، كَانَ جِهَادُ النَّفْسِ مُقَدَّمًا عَلَى جِهَادِ الْعَدُوِّ فِي الْخَارِجِ وَأَصْلاً لَهُ.

علامہ ابن القیم (۶۹۱-۷۵۱ھ) نفس کے خلاف جہاد کو دشمن کے

۲۱: ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ۴۲۹/۴۸۔

۲۲: ابن القيم في زاد المعاد، ۶/۳۔

خلاف جہاد کی اصل قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

خارج میں دشمن کے خلاف جہاد، بندے کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں اپنے نفس کے خلاف جہاد ہی کی ایک شاخ ہے، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'مجاہد وہ ہے جو اِطاعتِ خداوندی میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے۔' لہٰذا نفس سے جہاد خارج میں دشمن سے جہاد پر مقدم ہے اور یہی اس کی اصل ہے۔

(۲۳) قَالَ مَحْمُودٌ الآلُوسِيُّ الْبَغْدَادِيُّ فِي صَدَدِ الْجِهَادِ بِالنَّفْسِ:

مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ وَهِيَ أَكْبَرُ مِنْ مُجَاهَدَةِ الْعَدُوِّ الظَّاهِرَةِ كَمَا يُشْعِرُ بِهِ مَا أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمٌ غُزَاةٌ، فَقَالَ: قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ. قِيْلَ: وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ.

علامہ محمود آلوسی البغدادی (م۱۲۷۰ھ) جہاد بالنفس کے حوالے سے فرماتے ہیں:

جہاد بالنفس دشمن سے ظاہری جہاد کرنے سے بڑا جہاد ہے، جس طرح کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جسے امام بیہقی اور دیگر محدثین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: 'ایک گروہ جہاد

۲۳: الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ۲۰۹/۱۷

کی کسی مہم سے واپس آیا تو آپ ﷺ نے ان کے لیے اِرشاد فرمایا: تمہارا جہادِ اَصغر سے جہادِ اَکبر کی طرف لوٹنا باعثِ خیر و برکت ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اَکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بندے کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

اَلْجِهَادُ بِالْعِلْمِ

﴿جہاد بالعلم﴾

١/٢٤. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هٰذَا لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجه وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو میری اس مسجد میں صرف خیر کے لیے علم سیکھنے یا اسے سکھانے کے لیے آیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کے مقام و مرتبہ پر ہے۔

اسے امام احمد نے، ابن ماجہ نے مذکورہ الفاظ میں اور ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا۔

٢/٢٥. عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، فَإِنَّ

٢٤: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢/٤١٨، الرقم/٩٤٠٩، وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ١/٨٢، الرقم/٢٢٧، وابن أبي شيبة في المصنف عن أبي الدرداء ﷺ مثله، ٧/١١٥، الرقم/٣٤٦١٦، وأبو يعلى في المسند، ١١/٣٥٩، الرقم/٦٤٧٢، والبيهقي في شعب الإيمان، ٢/٢٦٣، الرقم/١٦٩٨، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ١/٥٩، الرقم/١٤٦، والكناني في مصباح الزجاجة، ١/٣١، الرقم/٨٣۔

٢٥: أخرجه ابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله، ١/١١٥، الرقم/٢٠٢، والديلمي في مسند الفردوس، ٢/٤١، الرقم/٢٢٣٧، ←

تَعَلُّمَهُ لِلّٰهِ خَشْيَةٌ، وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيْحٌ، وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيْمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهٖ قُرْبَةٌ، لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ.

رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالدَّيْلَمِيُّ وَالرَّبِيْعُ وَذَكَرَهُ الْمُنْذِرِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ اس کا سیکھنا اللہ کا خوف پیدا کرتا ہے، اس کا طلب کرنا عبادت ہے، اس کا مذاکرہ تسبیح ہے، اس کی جستجو میں لگے رہنا جہاد ہے، بے علم کو علم سکھانا صدقہ ہے اور جو اس کا اہل ہو اس پر مال خرچ کرنا (اللہ کے) قرب کا باعث ہے، کیونکہ علم حلال وحرام (میں امتیاز) کے لیے نشانِ راہ ہے۔

اسے امام ابن عبد البر، دیلمی اور ربیع نے روایت کیا ہے اور منذری نے بیان کیا ہے۔

٢٦-٣/٢٩. عَنْ قُرَيْشٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: كَانَ فِدَاءُ أَهْلِ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ أَوْقِيَةً أَرْبَعِيْنَ أَوْقِيَةً. فَمَنْ لَمْ يكُنْ عِنْدَهُ عَلَّمَ عَشَرَةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْكِتَابَةَ؛ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِمَّنْ عُلِّمَ.

رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ.

.... والربيع في المسند، ١/٣٠، الرقم/٢٢، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ١/٥٢، الرقم/١٠٧، والحاجي خليفة في كشف الظنون، ١/١٨، والقنوجي في أبجد العلوم، ١/٩٢، وابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم/٢٣٥۔

٢٦: ابن سعد في الطبقات الكبرى، ٢/٢٢۔

حضرت قریش، عامر سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا: بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس چالیس اَوقیہ تھا۔ جو فدیہ ادا نہیں کر سکتا تھا اُس نے (حسبِ فیصلہ) دس مسلمانوں کو لکھنا سکھا دیا۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ اُنہی (صحابہ) میں سے تھے جنہیں (بطور فدیہ) لکھنا سکھایا گیا۔

اسے امام ابن سعد نے 'الطبقات الکبریٰ' میں روایت کیا ہے۔

اسلام میں جہاد بالعلم کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ غزوہ بدر میں قید ہونے والے ستر (۷۰) جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کئی options تھیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کیا کہ جو فدیہ ادا نہیں کر سکتا وہ دس مسلمانوں کو لکھنا سکھا دے تو یہی اس کا فدیہ (ransom money) تصور ہوگا۔

(۲۷) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا، يُعَلِّمُ فِيْهِ الْقُرْآنَ وَالْفِقْهَ وَالسُّنَّةَ.

ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي التَّفْسِيْرِ وَابْنُ أَبِي يَعْلٰى فِي الطَّبَقَاتِ.

حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بہترین جہاد اُس شخص کا ہے جس نے مسجد تعمیر کی تاکہ اس میں قرآن مجید اور فقہ و سنت کی تعلیم دی جائے (یعنی علم صحیح کو فروغ دیا جائے)۔

اسے امام قرطبی نے تفسیر 'الجامع لاحکام القرآن' میں اور ابن ابی یعلی نے 'طبقات الحنابلۃ' میں بیان کیا ہے۔

۲۷: القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ۸/۲۹۶، وابن أبي يعلى في طبقات الحنابلة، ۲/۲۲۵۔

(٢٨) قَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ فِي تَفْسِيْرِ الآيَةِ: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [العنكبوت، ٦٩/٢٩]: **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ الْعَمَلِ بِهِ.**

ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِي الْمَعَالِمِ.

امام فضیل بن عیاض اِس آیت مبارکہ - ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ 'اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں' - کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ جو حصولِ علم میں مجاہدہ کرتے ہیں، ہم اُنہیں اس پر عمل کی راہیں دکھا دیتے ہیں۔

اسے امام بغوی نے 'معالم التنزیل' میں بیان کیا ہے۔

(٢٩) سُئِلَ الإِمَامُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ: اَلْجِهَادُ أَمْ تَعْلِيْمُ الْقُرْآنِ؟ فَرَجَّحَ تَعْلِيْمَ الْقُرْآنِ فِي الثَّوَابِ وَالْفَضْلِ عَلَى الْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ أَحْمَدُ إِسْمَاعِيْلُ الْمُقَدَّمُ فِي التَّفْسِيْرِ.

امام سفیان ثوری سے ایک بار سوال کیا گیا: دونوں میں سے افضل کیا ہے: جہاد یا قرآن مجید کی تعلیم دینا۔ تو امام سفیان ثوری نے ثواب اور فضیلت کے اِعتبار سے تعلیمِ قرآن کو جہاد فی سبیل اللہ پر ترجیح دی۔

اسے محمد احمد اِسماعیل المقدم نے 'تفسیر القرآن الکریم' میں بیان کیا ہے۔

٢٨: البغوي في معالم التنزيل، ٤٧٥/٣۔

٢٩: محمد أحمد إسماعيل المقدم في تفسير القران الكريم، ٢/١۔

اَلْجِهَادُ بِالْعَمَلِ

﴿جہاد بالعمل﴾

(١) اَلْجُهْدُ ضِدَّ الظُّلْمِ وَالتَّعَدِّي هُوَ الْجِهَادُ بِالْعَمَلِ

﴿ظلم و جبر کے خلاف جد و جہد جہاد بالعمل ہے﴾

١/٣٠. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلاَّ كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ. يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهٖ. ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ. فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس اُمت میں جو بھی نبی بھیجا اس نبی کے لیے اس کی اُمت میں سے کچھ مددگار اور رفقاء ہوتے تھے جو اپنے نبی کے طریق پر کار بند ہوتے اور اس کے اُمراء کی اقتدا کرتے

٣٠: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ١/٦٩، الرقم/٥٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/٤٥٨، الرقم/٤٣٧٩، وابن حبان في الصحيح، ١٤/٧١، الرقم/٦١٩٣، وأبو عوانة في المسند، ١/٣٦، والطبراني في المعجم الكبير، ١٠/١٣، الرقم/٩٧٨٤، والبيهقي في السنن الكبرى، ١٠/٩٠، الرقم/١٩٩٦٥، وأيضًا في شعب الإيمان، ٦/٨٦، الرقم/٧٥٦٠۔

تھے۔ پھر ان صحابہ کے بعد کچھ ناخلف اور نافرمان لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے فعل کے خلاف قول اور قول کے خلاف فعل کیا (یعنی دوسروں پر ظلم وستم کیا)۔ لہٰذا جس شخص نے اپنے ہاتھ کے ساتھ (ظلم کے خلاف) ان سے جہاد کیا وہ بھی مومن ہے، جس نے اپنی زبان سے اُن کے ظلم کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے اور جس نے اپنے دل سے ان کے ظلم کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

اسے امام مسلم، احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

۲/۳۱. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه.

حضرت ابو سعید خدری ﷺ ***سے مروی ہے*** کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظالم بادشاہ یا ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا اَفضل ترین جہاد ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۳۱: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣١٥/٤، الرقم/١٨٨٥٠، وأبو داود في السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ١٢٣/٤، الرقم/٤٣٤٤، والترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ٤٧١/٤، الرقم/٢١٧٤، والنسائي في السنن، كتاب البيعة، باب فضل من تكلم بالحق عند إمام جائر، ١٦١/٧، الرقم/٤٢٠٩، وابن ماجه في السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ١٣٢٩/٢، الرقم/٤٠١١۔

٣/٣٢. وَفِي رِوَايَةِ طَارِقٍ ﷺ: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ الْجَعْدِ.

اور حضرت طارق (بن شہاب) ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے۔

اسے امام احمد، نسائی اور ابن الجعد نے روایت کیا ہے۔

٤/٣٣. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ، قَالَ: عَرَضَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الْأُولٰى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ، فَلَمَّا رَأَى الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ سَأَلَهُ، فَسَكَتَ عَنْهُ. فَلَمَّا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ لِيَرْكَبَ. قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ ذِي سُلْطَانٍ جَائِرٍ.

٣٢: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٣١٤، الرقم/١٨٨٤٨، النسائي في السنن، كتاب البيعة، باب فضل من تكلم بالحق عند إمام جائر، ٧/١٦١، الرقم/٤٢٠٩، وأيضا في السنن الكبرى، ٤/٤٣٥، الرقم/٧٨٣٤، وابن الجعد في المسند/٤٨٠، الرقم/٣٣٢٦۔

٣٣: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ٢/١٣٣٠، الرقم/٤٠١٢، والروياني في المسند، ٢/٢٧١، الرقم/١١٧٩، والقضاعي في مسند الشهاب، ٢/٢٤٨، الرقم/١٢٨٨۔

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَالرُّوْيَانِي وَالْقُضَاعِيُّ.

حضرت ابو امامہ ﷛ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جمرۂ اُولیٰ کے قریب کھڑے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ جب اُس شخص نے آپ ﷺ کو دوسرے جمرہ کے پاس دیکھا تو دوبارہ وہی سوال کیا۔ آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ جب تیسرے جمرہ کے قریب پہنچے اور اس کی رمی فرما چکے تو اپنی سواری کی رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے دریافت فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا (اَفضل ترین جہاد) ہے۔

اسے امام ابن ماجہ، رویانی اور قضاعی نے روایت کیا ہے۔

٥/٣٤. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ ﷛: أَنَّ رَجُلًا قَالَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمَيْنِ.

اور حضرت ابو امامہ ﷛ سے ہی مروی ہے کہ جمرات کے نزدیک ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا اَفضل ترین جہاد ہے۔

اسے امام طبرانی نے 'المعجم الکبیر' اور 'المعجم الاوسط' میں روایت کیا ہے۔

٣٥-٦/٣٦. عَنْ عَلِيٍّ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ

٣٤: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٢٨٢/٨، الرقم/٨٠٨١، وأيضا في المعجم الأوسط، ٥٢/٧، الرقم/٦٨٢٤.

٣٥: أخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ٣٥٧/١، الرقم/١٤٣٨، ←

أَصْبَحَ لَا يَهُمُّ بِظُلْمِ أَحَدٍ.

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ وَالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ عَنْ عَائِشَةَ ﵂، وَذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ.

حضرت علی ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد اُس شخص کا ہے جس نے اِس حال میں صبح کی کہ وہ کسی پر ناروا ظلم کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

اسے امام دیلمی نے اور خطیب بغدادی نے سیدہ عائشہ ﵂ سے روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے بیان کیا ہے۔

(۳۶) قَالَ الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.

ذَكَرَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي التَّمْهِيْدِ.

حکم بن عتیبہ کا قول ہے: بہترین جہاد اور ہجرت ظالم حکمران کے سامنے اِنصاف کی بات کہنا ہے۔

اسے امام ابن عبد البر نے 'التمہید' میں بیان کیا ہے۔

.... والخطيب البغدادي في المتفق والمفترق، ۳/۱۶۵۳، الرقم/۱۱۳۹، وذكره السيوطي في جامع الأحاديث، ۲/۱۴، الرقم/۳۵۰۴۔

۳۶: ابن عبد البر في التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ۸/۳۹۰۔

(٢) اَلْجُهْدُ لِلصَّلَاحِ هُوَ الْجِهَادُ بِالْعَمَلِ

﴿اَخلاقی اِصلاح کے لیے جد و جہد جہاد بالعمل ہے﴾

٣٧-٣٨/٧. عَنْ جَرِيْرٍ ﷛، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوْا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّمُوْتُوا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ مَاجَه وَابْنُ حِبَّانَ.

حضرت جریر ﷛ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ایسی قوم میں رہتا ہو جس میں برے کام کئے جاتے ہوں اور لوگ ان کو روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود نہ روکتے ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کی موت سے قبل عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ، ابنِ ماجہ اور ابنِ حبان نے روایت کیا ہے۔

(٣٨) عَنْ عَلِيٍّ ﷛: أَفْضَلُ الْجِهَادِ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ

٣٧: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٣٦٤، الرقم/١٩٢٥٠، وأبو داود في السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ٤/١٢٢، الرقم/٤٣٣٩، وابن ماجه في السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ٢/١٣٢٩، الرقم/٤٠٠٩، وابن حبان في الصحيح، ١/٥٣٦، الرقم/٣٠٠، والطبراني في المعجم الكبير، ٢/٣٣٢، الرقم/٢٣٨٢۔

٣٨: الثعلبي في الكشف والبيان عن تفسير القرآن، ٣/١٢٣، والرازي في التفسير الكبير، ٨/١٤٧، وأبو سعود في إرشاد العقل السليم إلى مزايا ←

عَنِ الْمُنْكَرِ.

ذَكَرَهُ الثَّعْلَبِيُّ فِي الْكَشْفِ وَالرَّازِيُّ فِي التَّفْسِيْرِ وَأَبُو سَعُوْدٍ فِي إِرْشَادِ الْعَقْلِ السَّلِيْمِ وَالنَّسَفِيُّ فِي الْمَدَارِكِ وَالزَّمَخْشَرِيُّ فِي الْكَشَّافِ وَالرِّفَاعِيُّ فِي الْبُرْهَانِ الْمُؤَيِّدِ.

سیدنا علی ﷛ سے مروی ہے: بہترین جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ہے۔

اسے امام ثعلبی نے 'الکشف والبیان' میں، رازی نے 'التفسیر الکبیر' میں، ابو سعود نے 'ارشاد العقل السلیم' میں، نسفی نے 'مدارک التنزیل' میں، زمخشری نے 'الکشاف' میں اور رفاعی نے 'البرہان المؤید' میں بیان کیا ہے۔

(٣) خِدْمَةُ الْوَالِدَيْنِ جِهَادٌ

﴿والدین کی خدمت جہاد ہے﴾

٣٩/٨. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ﷟، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أُبَايِعُکَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ. قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْکَ

.... القرآن الكريم، ٦٨/٢، والنسفي في مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ١٧١/١، والزمخشري في الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ٤٢٥/١، والرفاعي في البرهان المؤيد، ١٠٣/١۔

٣٩: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأدب، باب لا يجاهد إلا بإذن الأبوين، ٢٢٢٧/٥، الرقم/٥٦٢٧، ومسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب بر الوالدين وأنهما أحق به، ١٩٧٥/٤، الرقم/٢٥٤٩۔

أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا حَيٌّ. قَالَ: فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَارْجِعْ إِلٰى وَالِدَيْکَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاکَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں اجر و ثواب کے لئے آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو (واقعی) اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس جا اور حسنِ خدمت کے ساتھ اُن دونوں کی صحبت اختیار کر۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

اور بخاری و مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اُن کی خدمت میں (رہ کر ہی) جہاد کر۔

٩/٤٠. عَنْ جَاهِمَةَ رضي الله عنه، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَشِيْرُهُ فِي الْجِهَادِ. فَقَالَ

٤٠: أخرجه النسائي في السنن، كتاب الجهاد، باب الرخصة في التخلف لمن له والدة، ٦/١١، الرقم/٣١٠٤، والطبراني في المعجم الكبير، ٢/٢٨٩، الرقم/٢٢٠٢، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ←

النَّبِيُّ ﷺ: أَلَکَ وَالِدَانِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: إِلْزَمْهُمَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ أَرْجُلِهِمَا.

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

حضرت جاہمہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں جہاد کے لیے رہنمائی لینے کی خاطر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (زندہ ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن ہی کے ساتھ رہو کہ جنت اُن کے پاؤں تلے ہے۔

اِسے امام نسائی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے کہا ہے: اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(٤) بَذْلُ الْجُهْدِ فِي عِبَادَةِ اللهِ وَذِكْرِهِ جِهَادٌ

﴿عبادت اور ذکر اِلٰہی میں سعی کرنا جہاد ہے﴾

١٠/٤١. عَنْ أُمِّ أَنَسٍ ﷺ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: جَعَلَکَ اللهُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى مِنَ الْجَنَّةِ وَأَنَا مَعَکَ. وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، عَلِّمْنِي عَمَلاً

.... ٢١٦/٣، الرقم/٣٧٥٠، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١٣٨/٨۔

٤١: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٤٩/٢٥-١٥٠، الرقم/٣٥٩، وابن أبي الدنيا في الورع/٥٨، الرقم/٤٨، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢٥٧/٢، الرقم/٢٣١١، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٧٥/١٠، وابن حجر العسقلاني في المطالب العالية، ٦١/٣، الرقم/٢٢٣۔

صَالِحًا أَعْمَلُهُ. فَقَالَ: أَقِيْمِي الصَّلَاةَ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْجِهَادِ، وَاهْجُرِي الْمَعَاصِيَ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ، وَاذْكُرِي اللهَ كَثِيْرًا، فَإِنَّهُ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَنْ تَلْقِيْنَهُ بِهِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَذَكَرَهُ الْمُنْذِرِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ.

حضرت اُمّ انس ؓ بیان کرتی ہیں: میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: (میری تمنا ہے کہ جب) اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں رفیقِ اعلیٰ کے مقام پر فائز فرمائے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی نیک عمل بتائیں جو میں کروں تاکہ جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز قائم کرو کہ یہ بہترین جہاد ہے، اور گناہوں کو ترک کر دو کہ یہ سب سے بہترین ہجرت ہے، اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں آپ جتنے بھی اعمالِ صالحہ پیش کرتی ہیں ان میں سے ذکر اُسے سب سے زیادہ پسند ہے۔

اس حدیث کو امام طبرانی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور منذری و ہیثمی نے بیان کیا ہے۔

٤٢-١١/٤٤. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا أَيْضًا: أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَوْصِنِي. قَالَ: اهْجُرِي الْمَعَاصِيَ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ، وَحَافِظِي عَلَى الْفَرَائِضِ فَإِنَّهَا

٤٢: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٢٩/٢٥، الرقم/٣١٣، والطبراني في المعجم الأوسط، ٢١/٧، الرقم/٦٧٣٥، وابن شاهين في الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك، ١٩٤/١، الرقم/١٦٣، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢٥٧/٢، الرقم/٢٣١١ والهيثمي في مجمع الزوائد، ٢١٧/٤-٢١٨، وأيضًا، ٧٥/١٠.

أَفْضَلُ الْجِهَادِ، وَأَكْثِرِي مِنْ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّکِ لَا تَأْتِي اللهَ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهٖ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ شَاهِينٍ وَذَكَرَهُ الْهَيْثَمِيُّ.

حضرت انس ﷺ کی والدہ سے منقول ایک اور روایت میں ہے: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گناہوں (کی وادی) سے ہجرت کر کیونکہ یہ بہترین ہجرت ہے، فرائض کی حفاظت کر کیونکہ یہ بہترین جہاد ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کر کیونکہ آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کوئی ایسا عمل پیش نہیں کرسکتیں جو اسے اپنے ذکر کی کثرت سے زیادہ محبوب ہو۔

اِسے امام طبرانی اور ابن شاہین نے روایت کیا ہے اور ہیثمی نے بیان کیا ہے۔

(٤٣) رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ فِي تَفْسِيرِ الآيَةِ: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [العنكبوت، ٢٩/٦٩]: **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِي طَاعَتِنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ ثَوَابِنَا.**

ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِي الْمَعَالِمِ.

حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ سے اِس آیت مبارکہ - ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ 'اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں' - کی تفسیر میں مروی ہے: اس سے مراد ہے کہ جو ہماری اِطاعت میں جہاد اور مجاہدہ کرتے ہیں، ہم اُنہیں اَجر و ثواب کی راہیں دکھا دیتے ہیں۔

٤٣: البغوي في معالم التنزيل، ٣/٤٧٥۔

اسے امام بغوی نے 'معالم التنزیل' میں بیان کیا ہے۔

(٤٤) قَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ: أَفْضَلُ الْجِهَادُ الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ.

ذَكَرَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِي التَّارِيْخِ.

امام فضیل بن عیاض بیان کرتے ہیں: بہترین جہاد ادائیگیِ نماز پر مداومت اختیار کرنا ہے۔

اسے ابن عساکر نے 'تاریخ دمشق' میں بیان کیا ہے۔

٤٤: ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤٨/٤٢٩۔

اَلْبَابُ السَّادِسُ

اَلْجِهَادُ بِالْمَالِ

﴿جہاد بالمال﴾

اَلْقُرآن

(۱) اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِo فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَo وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِo (الماعون، ۱۰۷/۱-۳)

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے؟o تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے)o اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی اِستحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)o

(۲) وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى o وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى o فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰىo (اللیل، ۹۲/۸-۱۰)

اور جس نے بخل کیا اور (راہِ حق میں مال خرچ کرنے سے) بے پروا رہاo اور اس نے (یوں) اچھائی (یعنی دینِ حق اور آخرت) کو جھٹلایاo تو ہم عنقریب اسے سختی (یعنی عذاب کی طرف بڑھنے) کے لیے سہولت فراہم کر دیں گے (تاکہ وہ تیزی سے مستحقِ عذاب ٹھہرے)o

(۳) فَكُّ رَقَبَةٍo اَوْ اِطْعٰمٌ فِىْ يَوْمٍ ذِىْ مَسْغَبَةٍo يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍo اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍo (البلد، ۹۰/۱۳)

وہ (غلامی و محکومی کی زندگی سے) کسی گردن کا آزاد کرانا ہےo یا بھوک والے دن (یعنی قحط و اَفلاس کے دور میں غریبوں اور محروم المعیشت لوگوں کو) کھانا کھلانا ہے (یعنی ان کے معاشی تعطل اور ابتلاء کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنا ہے)o قرابت دار یتیم کوo یا شدید غربت کے

مارے ہوئے محتاج کو جو محض خاک نشین (اور بے گھر) ہےo

(۱) اَلْجِهَادُ بِالْمَالِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْجِهَادِ بِالسَّيْفِ

﴿جہاد بالمال، جہاد بالسیف سے مقدم ہے﴾

اَلْقُرْآن

(۱) فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً.

(النساء، ٤/٩٥)

اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت بخشی ہے۔

(۲) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ.

(التوبة، ٩/٢٠)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کی بارگاہ میں درجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں۔

(۳) وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo

(التوبة، ٩/٤١)

اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم (حقیقت) آشنا ہوo

(٤) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ○
(الحجرات، ۴۹/ ۱۵)

ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے، یہی وہ لوگ ہیں جو (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں○

(۵) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ (الصف، ۶۱/ ۱۱)

(وہ یہ ہے کہ) تم اللہ پر اور اُس کے رسول (ﷺ) پر (کامل) ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو○

اَلْحَدِيث

۱/۴۵. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ ﷺ: رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ.

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: لوگوں میں سے کون سا شخص افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (سب سے بہترین وہ ہے) جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔

۴۵: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ۳/ ۱۵۰۳، الرقم/ ۱۸۸۸، وأحمد بن حنبل في المسند، ۳/ ۱۶، الرقم/ ۱۱۱۴۱، وابن حبان في الصحيح، ۲/ ۳۶۹، الرقم/ ۶۰۶، والطبراني في مسند الشاميين، ۳/ ۵۴، الرقم/ ۱۷۹۳۔

اِس حدیث کو امام مسلم اور احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

(٢) رَفَاهِيَّةُ النَّاسِ الْاِجْتِمَاعِيَّةُ وَالْأُمُوْرُ الْخَيْرِيَّةُ جِهَادٌ

﴿سماجی فلاح و بہبود اور خیراتی اُمور جہاد ہیں﴾

اَلْقُرْآن

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِيْمٌ○ (البقرة، ٢/ ٢١٥)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں، فرما دیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے)، مگر اس کے حقدار تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور محتاج ہیں اور مسافر ہیں، اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے○

اَلْحَدِيث

٢/٤٦. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﵁، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

٤٦: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، ٥/ ٢٠٤٧، الرقم/ ٥٠٣٨، وأيضًا في كتاب الأدب، باب الساعي على الأرملة، ٥/ ٢٢٣٧، الرقم/ ٥٦٦٠، ومسلم في الصحيح، كتاب الزهد والرقائق، باب الإحسان إلى الأرملة ←

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کے (کاموں) کے لیے کوشش کرنے والا راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

٤٧/٣. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ عَالَ ثَـلَاثَةً مِنَ الْأَيْتَامِ كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ، وَصَامَ نَهَارَهُ، وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَكُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ أَخَوَيْنِ، كَهَاتَيْنِ أُخْتَانِ، وَأَلْصَقَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے تین یتیم بچوں کی کفالت کی وہ اُس شخص جیسا ہے جو رات بھر عبادت کرتا رہا، دن میں روزے

.... والمسكين واليتيم، ٢٢٨٦/٤، الرقم/٢٩٨٢، وأحمد بن حنبل فى المسند، ٣٦١/٢، الرقم/٨٧١٧، والترمذي في السنن، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في السعي على الأرملة واليتيم، ٣٤٦/٤، الرقم/١٩٦٩، والنسائي في السنن، كتاب الزكاة، باب فضل الساعي على الأرملة، ٨٦/٥، الرقم/٢٥٧٧، وابن ماجه في السنن،كتاب التجارة، باب الحث على المكاسب، ٧٢٤/٢۔

٤٧: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الأدب، باب حق اليتيم، ١٢١٣/٢، الرقم/٣٦٨٠، والديلمي في مسند الفردوس، ٤٨٩/٣، الرقم/٥٥٢٠، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢٣٥/٣، الرقم/٣٨٣٤۔

رکھتا رہا اور صبح و شام تلوار لے کر اللہ کی راہ میں جنگ کرتا رہا۔ میں اور وہ شخص جنت میں اِس طرح ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ پھر آپ ﷺ نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

اِس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٨/٤. عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَبَسُّمُکَ فِي وَجْهِ أَخِيْکَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُکَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَکَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِي دَلْوِ أَخِيْکَ لَکَ صَدَقَةٌ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ بتانا صدقہ ہے۔ کسی اندھے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے۔ راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی (وغیرہ) ہٹانا صدقہ ہے۔ اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا (بھی) صدقہ ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی، بزار، ابنِ حبان اور بخاری نے ’الأدب المفرد‘ میں روایت

٤٨: أخرجه الترمذي في السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء في صنائع المعروف، ٤/٣٣٩، الرقم/١٩٥٦، والبزار في المسند، ٩/٤٥٧، الرقم/٤٠٧٠، وابن حبان في الصحيح، ٢/٢٨٦، الرقم/٥٢٩، والبخاري في الأدب المفرد، ١/٣٠٧، الرقم/٨٩١، والطبراني في المعجم الأوسط، ٨/١٨٣، الرقم/٨٣٤٢، وابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم، ١/٢٣٥۔

کیا ہے۔

٤٩/ ٥. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ مِنْ نَفْسِ ابْنِ آدَمَ إِلَّا عَلَيْهَا صَدَقَةٌ فِي كُلِّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمِنْ أَيْنَ لَنَا صَدَقَةٌ نَتَصَدَّقُ بِهَا؟ فَقَالَ: إِنَّ أَبْوَابَ الْخَيْرِ لَكَثِيْرَةٌ: التَّسْبِيْحُ وَالتَّحْمِيْدُ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتُمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَتُسْمِعُ الْأَصَمَّ، وَتَهْدِي الْأَعْمٰى، وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰى حَاجَتِهٖ، وَتَسْعٰى بِشِدَّةِ سَاقَيْکَ مَعَ اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيْثِ، وَتَحْمِلُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْکَ مَعَ الضَّعِيْفِ. فَهٰذَا كُلُّهٗ صَدَقَةٌ مِنْکَ عَلٰى نَفْسِکَ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاللَّفْظُ لَهٗ.

حضرت ابوذر ﷺ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر روز، جس میں سورج نکلتا ہے، ہر انسان پر صدقہ لازم ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہم صدقہ کے لیے سامان کہاں سے لائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی کے دروازے کثیر ہیں۔ سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللهُ أَکْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، راستے سے کسی تکلیف دہ

٤٩: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٥/١٦٨، الرقم/٢١٥٢٢، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٣٢٥، الرقم/٩٠٢٧، وابن حبان في الصحيح، ٨/١٧١، الرقم/٣٣٧٧، والبيهقي في شعب الإيمان، ٦/١٠٦، الرقم/٧٦١٨، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٣/٣٧٧، الرقم/٤٥٠٣، والهيثمي في موارد الظمآن، ١/٢١٩، الرقم/٨٦٢۔

چیز کو ہٹا دینا، بہرے کو بات سنوانا، نابینا کو راستہ بتانا، راہنمائی چاہنے والے کو راہنمائی دینا، اپنی ٹانگوں سے چل کر مظلوم فریادی کی مدد کرنا اور اپنی قوتِ بازو سے ضعیف کی مدد کرنا۔ یہ سب تمہاری طرف سے تمہاری جان کا صدقہ ہیں۔

اِسے امام احمد اور نسائی نے اور ابنِ حبان نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

٥٠-٦/٥١. عَنْ أَنَسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْجُلُوْسُ مَعَ الْفُقَرَاءِ مِنَ التَّوَاضُعِ وَهُوَ مِنْ أَفْضَلِ الْجِهَادِ.

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْمُسْنَدِ كَمَا قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَالْهِنْدِيُّ.

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء اور مساکین کے ہمراہ بیٹھنا عجز و انکساری کی علامت ہے اور یہ افضل ترین جہاد ہے۔

اسے امام دیلمی نے 'مسند الفردوس' میں روایت کیا ہے جیسا کہ امام سیوطی اور ہندی نے بیان کیا ہے۔

(٥١) قَالَ إِسْمَاعِيْلُ الْحَقِّيُّ: وَكَانَ طَاوُوْسُ يَرَى السَّعْيَ عَلَى الْأَخَوَاتِ أَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

شیخ اسماعیل الحقی فرماتے ہیں: حضرت طاووس (مستحق) بہنوں کے لیے دوڑ دھوپ کرنے کو جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل قرار دیتے تھے۔

٥٠: أخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ٢/١٢٤، الرقم/٢٦٤٦، وذكره السيوطي في جمع الجوامع المعروف بـ: الجامع الكبير، ٣/٦١٥، الرقم/١٠٤٢٤/٢١، والهندي في كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ٦/٢٠٠، الرقم/١٦٥٨٥۔

٥١: إسماعيل الحقي في تفسير روح البيان، ١/١٧٣۔

اَلْبَابُ السَّابِعُ

أَجْرُ مُحْيِي السُّنَّةِ يَكُوْنُ مُسَاوِيًا لِأَجْرِ مِائَةٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ

﴿اِحیاءِ سنت کرنے والے کا اَجر سو شہداء کے اَجر کے برابر ہے﴾

٥٢/١. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي لَهُ أَجْرُ شَهِيْدٍ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ. وَقَالَ الْمُنْذِرِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادٍ لَا بَأْسَ بِهِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دورِ فتن میں جب اُمت فساد کا شکار ہو، میری سنت کو تھامے رکھنے (یعنی میرے طریقِ کار اور طرزِ زندگی کو ثابت قدمی سے اپنائے رکھنے) والے کے لیے شہید کے برابر اَجر ہے۔

اِسے امام طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ امام منذری نے فرمایا: اِسے امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: اِس کے راوی ثقہ ہیں۔

٥٣/٢. وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي نُعَيْمٍ: عَنِ ابْنِ فَارِسٍ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ، وَقَالَ: لَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ.

٥٢: أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٥/٣١٥، الرقم: ٥٤١٤، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢٠٠، والديلمي عن ابن عباس ﷺ في مسند الفردوس، ٤/١٩٨، الرقم: ٦٦٠٨، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ١/٤١، الرقم: ٦٥، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١/١٧٢، والذهبي في ميزان الاعتدال، ٢/٢٧٠، والعسقلاني في لسان الميزان، ٢/٢٤٦، الرقم: ١٠٣٣۔

٥٣: أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢٠٠، وذكره السيوطي في مفتاح الجنة، ١/١٣۔

امام ابونعیم کی بیان کردہ روایت میں ہے کہ حضرت ابن فارس ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (اُس میں ہے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا: **ایسے ثابت قدم** رہنے والے شخص کے لیے ایک سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔

٥٤-٣/٥٥. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ.

رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّيْلَمِيُّ. وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: وَأَرْجُو أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهٖ.

ایک روایت میں حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے فتنوں کے دور میں میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا جبکہ میری اُمت فساد میں مبتلا ہو چکی ہو گی، اُس کے لیے ایک سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اِسے امام ابونعیم، بیہقی اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔ امام ابن عدی نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ اِس کی اِسناد میں کوئی سقم نہیں۔

(٥٥) قَالَ الإِمَامُ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فِي تَفْسِيْرِ الآيَةِ: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [العنكبوت، ٢٩/٦٩]:
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِي إِقَامَةِ السُّنَّةِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ الْجَنَّةِ.

٥٤: أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢٠٠، والبيهقي في كتاب الزهد الكبير، ٢/١١٨، الرقم: ٢٠٧، والديلمي في مسند الفردوس، ٤/١٩٨، الرقم: ٦٦٠٨، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ١/٤١، الرقم: ٦٥، والمزي في تهذيب الكمال، ٢٤/٣٦٤، وابن عدي عن ابن عباس ﷺ في الكامل، ٢/٣٢٧، الرقم: ٤٦٠، والذهبي في ميزان الاعتدال، ٢/٢٧٠۔

٥٥: البغوي في معالم التنزيل، ٣/٤٧٥۔

ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِي الْمَعَالِمِ.

امام سہل بن عبد اللہ تستری بھی اِسی آیت مبارکہ - ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ 'اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں' - کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ جو سنتِ نبوی کو قائم کرنے میں جد و جہد اور مجاہدہ کرتے ہیں، ہم اُنہیں جنت کی راہیں دکھا دیتے ہیں۔

اسے امام بغوی نے 'معالم التنزیل' میں بیان کیا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّامِنُ

حَجُّ بَیْتِ اللہِ تَعَالٰی جِهَادٌ

﴿حجِ بیت اللہ بھی جہاد ہے﴾

١/٥٦. عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ﵂، قَالَتْ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ﵂ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا جہاد حج ہے۔ عبد اللہ بن الولید نے کہا: ہمیں سفیان نے حضرت معاویہ ﷜ سے بھی اس طرح روایت کیا ہے۔

اِسے امام بخاری اور احمد نے روایت کیا ہے۔

٢/٥٧. عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ﵂، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لَا، لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ.

٥٦: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب جهاد النساء، ٣/١٠٥٤، الرقم/٢٧٢٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ٦/١٦٥، الرقم/٢٥٣٦٤، وعبد الرزاق في المصنف، ٥/٨، الرقم/٨٨١١، وإسحاق بن راهويه في المسند، ٢/٤٤٧، الرقم/١٠١٥۔

٥٧: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، ٢/٥٥٣، الرقم/١٤٤٨، وأيضا في كتاب الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير، ٣/١٠٢٦، الرقم/٢٦٣٢، وأبو يعلى في ←

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو يَعْلٰی وَالْبَيْهَقِيُّ.

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار وہ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم بھی جہاد کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَفضل جہاد مقبول حج ہے (جو برائیوں سے پاک ہو)۔

اسے امام بخاری، ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۳/۵۸. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَه وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو يَعْلٰی وَابْنُ الْجَعْدِ وَالطَّبَرَانِيُّ.

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے۔

اسے امام احمد، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، ابن الجعد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

.... المسند، ۸/۱٦٦، الرقم/٤٧١٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ۹/۲۱، الرقم/۱۷۵۸۳۔

۵۸: أخرجه أحمد في المسند، ٦/۲۹٤، ۳۰۳، ۳۱٤، الرقم/۲٦۵٦۳، ۲٦٦۲۷، ۲٦۷۱٦، وابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب الحج جهاد النساء، ۲/۹٦۸، الرقم/۲۹۰۲، وابن أبي شيبة في المصنف، ۳/۱۲۲، الرقم/۱۲٦۵٦، وأبو يعلى في المسند، ۱۲/۳٤۷، ٤۵۸، الرقم/٦۹۱٦، ۷۰۲۹، وابن الجعد في المسند/٤۸٦، الرقم/۳۳۸۰، والطبراني في المعجم الكبير، ۲۳/۲۹۲، الرقم/٦٤۷۔

٥٩/٤. عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ﷺ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: اَلْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَالطَّبَرَانِيُّ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حج (مشقت میں مثل) جہاد ہے اور عمرہ (ثواب میں مثل) نفل ہے۔

اسے امام ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

٦٠/٥. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، قَالَ: جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْأَةِ: اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ.

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَذَكَرَهُ الْمَقْدِسِيُّ وَالْمَغْرِبِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ وَالسُّيُوطِيُّ وَالْهِنْدِيُّ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بڑے، چھوٹے، کمزور اور عورت کا جہاد 'حج' اور 'عمرہ' ہے۔

٥٩: أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب العمرة، ٢/٩٩٥، الرقم/٢٩٨٩، والطبراني في المعجم الأوسط، ٧/١٧١، الرقم/٦٧٢٣۔

٦٠: أخرجه النسائي في السنن، كتاب مناسك الحج، باب فضل الحج، ٥/١١٣، الرقم/٢٦٢٦، وذكره المقدسي في الفروع، ١/٤١٧، وأبو عبد الله المغربي في مواهب الجليل، ٢/٤٨٠، والهيثمي في مجمع الزوائد، ٣/٢٠٦، والعيني في عمدة القاري، ٩/١٣٤، والسيوطي في جامع الأحاديث، ٤/٢٠٠، الرقم/١١٠٦٩، والهندي في كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ٥/٧، الرقم/١١٨٤٥۔

اسے امام نسائی نے روایت کیا ہے جب کہ مقدسی، مغربی، ہیثمی، سیوطی اور ہندی نے بھی بیان کیا ہے۔ ہیثمی نے فرمایا: اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح (مسلم) کے رجال ہیں۔

اَلْبَابُ التَّاسِعُ

ذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى أَفْضَلُ مِنَ الْقِتَالِ فِي سَبِيْلِهٖ تَعَالٰى

﴿اللہ تعالیٰ کا ذِکر قتال فی سبیل اللہ سے بھی اَفضل جہاد ہے﴾

١/٦١. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﵁: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: اَلذَّاكِرُوْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: لَو ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا، لَكَانَ الذَّاكِرُوْنَ اللهَ أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ مُخْتَصَرًا.

حضرت ابو سعید خدری ﵁ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: (یا رسول اللہ!) کون سے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں افضل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذِکر اِلٰہی کرنے والی عورتیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی (زیادہ)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر اس قدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے لوگ اُس سے ایک درجہ افضل ہیں۔

٦١: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣/٧٥، الرقم/١١٧٣٨، والترمذي في السنن، كتاب الدعوات، باب منه (٥)، ٥/٤٥٨، الرقم/٣٣٧٦، وأبو يعلى في المسند، ٢/٥٣٠، الرقم/١٤٠١، والبيهقي في شعب الإيمان، ١/٤١٩، الرقم/٥٨٩، وذكره ابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم، ١/٢٣٨، ٤٤٤، والمنذري في الترغيب والترهيب، ٢/٢٥٤، الرقم/٢٢٩٦۔

اسے امام احمد نے، ترمذی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور بیہقی نے مختصراً روایت کیا ہے۔

٦٢/٢. عَنْ مُعَاذٍ رضی الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ، فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا. قَالَ: فَأَيُّ الصَّائِمِيْنَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا. ثُمَّ ذَكَرَ لَنَا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ، كُلُّ ذَلِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا. فَقَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ رضی الله عنه لِعُمَرَ رضی الله عنه: يَا أَبَا حَفْصٍ، ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَجَلْ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: کون سے جہاد کا سب سے زیادہ اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بندے کا جہاد جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے، اس نے سوال کیا: کس روزہ دار کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لئے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان عبادات والوں میں اس کا اجر سب سے زیادہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہوگا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو حفص! ذکر کرنے والے تمام بھلائی لے گئے؟ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں (یعنی یہ سچ ہے)۔

٦٢: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٣٨، الرقم/١٥٦٩٩، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٠/١٨٦، الرقم/٤٠٧، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢/٢٥٧، الرقم/٢٣٠٩، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١/٧٤۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

٣/٦٣. وَفِي رِوَايَةِ مُعَاذٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَنْجٰى لَهٗ مِنَ النَّارِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ تَضْرِبُ بِسَيْفِکَ حَتّٰى يَنْقَطِعَ، ثُمَّ تَضْرِبُ بِسَيْفِکَ حَتّٰى يَنْقَطِعَ، ثُمَّ تَضْرِبُ بِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ.

ایک روایت میں حضرت معاذ ﷺ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ ابن آدم کا کوئی عمل اسے آگ سے نجات دینے والا نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، اگرچہ تو اپنی تلوار سے اس حد تک قتال کرے کہ وہ ٹوٹ جائے، تو دوبارہ اپنی تلوار کے ساتھ قتال کرے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے، تو اس کے بعد پھر اپنی تلوار کے ساتھ قتال کرے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے (پھر بھی نہیں، ذِکرِ الٰہی اس سے کہیں زیادہ نفع بخش ہے)۔

اسے امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔

٤/٦٤. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ

٦٣: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٥٧، الرقم/٢٩٤٥٢، وأيضًا في ٧/١٦٩، الرقم/٣٥٠٤٦، وعبد بن حميد في المسند، ١/٧٣، الرقم/١٢٧، وابن عبد البر في التمهيد، ٦/٥٧۔

٦٤: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ١/٣٩٦، الرقم/٥٢٢، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢/٢٥٤، الرقم/٢٢٩٥، وابن القيم في الوابل الصيب، ١/٦٠، والمناوي في فيض القدير، ٢/٥١١۔

صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ. قَالُوْا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: وَلَوْ أَنْ تَضْرِبَ بِسَيْفِکَ حَتّٰى يَنْقَطِعَ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَذَكَرَهُ الْمُنْذِرِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ہر چیز کو چمکانے والی کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو چمکانے والی شے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز عذابِ اِلٰہی سے نجات نہیں دلا سکتی۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) اگرچہ تم اپنی تلوار چلاتے رہو یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے (یعنی ذکر عذابِ اِلٰہی سے جہاد سے بھی بڑھ کر نجات دلانے والا ہے)۔

اِسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ جب کہ امام منذری نے بھی بیان کیا ہے اور مذکورہ الفاظ انہی کے ہیں۔

٦٥-٧٠/٥. عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ وَلَا أَنْجٰى لِلْعَبْدِ مِنْ حَسَنَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ، وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا عَلٰى مَا أُمِرُوْا بِهٖ مِنْ ذِكْرِ اللهِ لَمْ نَكُنْ نُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ.

حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کثرت سے ذِکرِ اِلٰہی کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی شے اس (یعنی ذِکرِ اِلٰہی) سے زیادہ محبوب و

٦٥: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ١/٣٩٥، الرقم/٥٢١۔

مقبول نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شے بندے کو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر نجات دلانے والی ہے۔ اگر سارے لوگ اُس ذِکرِ اِلٰہی کے لیے جمع ہوجائیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے نہ ہوتے۔

اسے بیہقی نے ’شعب الایمان‘ میں روایت کیا ہے۔

(٦٦) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه، قَالَ: ذِكْرُ اللهِ الْغَدَاةَ وَالْعَشِيَّ أَعْظَمُ مِنْ حَطْمِ السُّيُوْفِ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَإِعْطَاءِ الْمَالِ سَحًّا.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کی راہ میں تلواروں کے توڑنے اور مال کے بے دریغ خرچ کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اسے امام ابن ابی شیبہ اور ابن مبارک نے روایت کیا ہے۔

(٦٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: لَذِكْرُ اللهِ فِي الْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ خَيْرٌ مِنْ حَطْمِ السُّيُوْفِ فِي سَبِيْلِ اللهِ عزوجل.

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا

٦٦: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/ ٥٨، الرقم/٢٩٤٥٦، وأيضًا، ٧/ ١٧٠، الرقم/٣٥٠٤٧، وابن المبارك في الزهد، ١/ ٣٩٤، الرقم/١١١٦، وابن عبد البر في التمهيد، ٦/ ٥٩۔

٦٧: أخرجه الديلمى في مسند الفردوس، ٣/ ٤٥٤، الرقم/٥٤٠٢۔

اللہ کی راہ میں تلواریں توڑنے سے زیادہ بہتر ہے۔

اسے امام دیلمی نے روایت کیا ہے۔

(٦٨) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷜، قَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ يَحْمِلُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْجِيَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْآخَرُ يَذْكُرُ اللهَ، لَكَانَ أَفْضَلَ أَوْ أَعْظَمَ أَجْرًا الذَّاكِرُ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت معاذ بن جبل ﷜ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: اگر دو شخص ہوں اور ان میں سے ایک شخص گھوڑے پر سوار ہوکر اللہ کی راہ میں نکلے اور دوسرا اللہ کا ذکر کرے، تو ذاکر اجر میں دوسرے سے اَفضل یا (فرمایا:) اَعظم ہے۔

اسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

(٦٩) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷜، قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجٰى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ. قَالُوْا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ ﷻ؟ قَالَ: وَلَا إِلٰى أَنْ يَضْرِبَ

٦٨: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٥٨، الرقم/٢٩٤٦٢، وأيضًا، ٧/١٧٠، الرقم/٣٥٠٥٦، وذكره السيوطي في الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ١/١٥٠۔

٦٩: أخرجه ابن أبي عاصم في الزهد، ١/١٨٤، وأبو نعيم في حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ١/٢٣٥، وابن عبد البر في التمهيد، ٦/٥٧، وذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء، ١/٤٥٥۔

بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ لِأَنَّ اللهَ ﷻ يَقُوْلُ فِي كِتَابِهٖ: ﴿وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَرُ﴾ [العنكبوت، ۲۹/ ٤٥].

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ.

حضرت معاذ بن جبل ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔ لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، اگرچہ وہ اپنی تلوار اس قدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَرُ﴾ ’اور واقعی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے‘۔

اسے امام ابن ابی عاصم اور ابن عبد البر نے روایت کیا ہے۔

(۷۰) قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا بَاتَ يَحْمِلُ عَلَى الْجِيَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَبَاتَ رَجُلٌ يَتْلُوْ كِتَابَ اللهِ لَكَانَ ذَاكِرُ اللهِ أَفْضَلَهُمَا.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت عبد اللہ نے فرمایا: اگر (دو اَشخاص میں سے) ایک شخص اللہ کی راہ میں گھوڑے پر رات گزارتا ہے، اور دوسرا کتابُ اللہ کی تلاوت کرتا ہے تو دونوں میں سے اللہ کا ذکر (یعنی قرآن مجید کی تلاوت) کرنے والا افضل ہوگا۔

اسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

۷۰: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/ ١٣٤، الرقم/ ٣٠٠٨٩۔

اَلْمَصَادِر وَالْمَرَاجِع

١. القرآن الحكيم۔

(٢) تفسیر القرآن

٢. **اسماعیل حقی**، بروسوی یا اسکوداری (١٠٦٣-١١٣٧ھ/١٦٥٢-١٧٢٤ء)۔ **روح البیان**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

٣. **آلوسی**، ابو الفضل شہاب الدین السید محمود (م ١٢٧٠ھ/ ١٨٥٤ء)۔ **روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني**۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث۔

٤. **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد الفراء (٤٣٦-٥١٦ھ/١٠٤٤-١١٢٢ء)۔ **معالم التنزيل**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ١٤٠٧ھ/١٩٨٧ء۔

٥. **ثعلبی**، ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم (م ٤٢٧ھ)۔ **الكشف والبيان عن تفسير القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث العربی، ١٤٢٢ھ/٢٠٠٢ء۔

٦. **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (٥١٠-٥٧٩ھ/ ١١١٦-١٢٠١ء)۔ **زاد المسير فى علم التفسير**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٤ھ/ ١٩٨٤ء۔

٧. **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (٥٤٣-٦٠٦ھ/ ١١٤٩-١٢١٠ء)۔ **التفسير الكبير**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

٨. **زمخشری**، جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی (٤٦٧-٥٣٨ھ)۔ **الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل**۔ قاہرہ، مصر، ١٣٧٣ھ/١٩٥٣ء۔

٩. ـــ. الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث.

١٠. **ابوسعود، محمد بن عمادی** (٨٩٨-٩٨٢ھ/١٤٩٣-١٥٧٥ء). **إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم (تفسير أبي السعود)**. بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربی.

١١. **سمعانی**، ابو المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانی (٤٢٦-٤٨٩ھ). **التفسير القرآن**. رياض، سعودی عرب: دار الوطن، ١٤١٨ھ/١٩٩٧ء.

١٢. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩-٩١١ھ/١٤٤٥-١٥٠٥ء). **الدر المنثور في التفسير بالمأثور**. بيروت، لبنان: دار المعرفۃ.

١٣. ـــ. **الدر المنثور في التفسير بالمأثور**. بيروت، لبنان: دار الفکر، ١٩٩٣ء.

١٤. **طبری**، ابوجعفر محمد بن جرير بن يزيد بن خالد (٢٢٤-٣١٠ھ/٨٣٩-٩٢٣ء). **جامع البيان في تفسير القرآن**. بيروت، لبنان: دار الفکر، ١٤٠٥ھ.

١٥. **قرطبی**، ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحیٰی بن مفرج اُموی (م ٦٧١ھ). **الجامع لأحكام القرآن**. بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربی.

١٦. ـــ. **الجامع لأحكام القرآن**. قاہرہ، مصر: دار الشعب، ١٣٧٢ھ.

١٧. **محمد احمد اسماعیل المقدم**. **تفسير القرآن الكريم**.

١٨. **نسفی**، عبد اللہ بن محمود بن احمد نسفی (م ٧١٠ھ). **مدارك التنزيل وحقائق التأويل**. بيروت، لبنان، دار احياء التراث العربی.

١٩. **واحدی**، ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری (م ٤٦٨ھ). **الوجيز فی تفسير الكتاب العزيز**. بيروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ١٤١٥ھ.

(۳) الحدیث

۲۰. **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱٦٤-۲٤۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۲۱. ـــ۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸٦ء۔

۲۲. **ازدی**، ربیع بن حبیب بن عمر بصری۔ **الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب**۔ بیروت، لبنان: دارالحکمۃ، ۱٤۱۵ھ۔

۲۳. **البانی**، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳-۱٤۲۰ھ/۱۹۱٤-۱۹۹۹ء)۔ **سلسلة الأحادیث الصحیحة**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع۔

۲٤. **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹٤-۲۵٦ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **الأدب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱٤۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۲۵. ـــ۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱٤۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۲٦. **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰-۲۹۲ھ/۸۲۵-۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱٤۰۹ھ۔

۲۷. **بغوی**، ابو محمد بن فراء حسین بن مسعود بن محمد (٤۳٦-۵۱٦ھ/۱۰٤٤-۱۱۲۲ء)۔ **شرح السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱٤۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۲۸. **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸٤-٤۵۸ھ/۹۹٤-۱۰٦٦ء)۔ **السنن الکبری**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱٤۱۰ھ/۱۹۸۹ء۔

۲۹. ــــ۔ السنن الکبری۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۳۰. ــــ۔ شعب الإیمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۱. **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰-۲۷۹ھ/ ۸۲۵-۸۹۲ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۳۲. ــــ۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث العربی۔

۳۳. **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳-۲۳۰ھ/ ۷۵۰-۸۴۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۴. **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/ ۹۳۳-۱۰۱۴ء)۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۵. ــــ۔ المستدرک علی الصحیحین۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: دار الباز۔

۳۶. **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/ ۸۸۴-۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۳۷. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ تلخیص الحبیر في أحادیث الرافعي الکبیر۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب، ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۳۸. ــــ۔ الدرایة في تخریج أحادیث الهدایة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۳۹. ــــ۔ المطالب العالیة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۴۰. **حسام الدین ہندی**، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

٤١. **حکیم ترمذی**، ابوعبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر (م ٣٢٠ھ)۔ **نوادر الأصول فی أحادیث الرسول ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ١٩٩٢ء۔

٤٢. **ابو داود**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (٢٠٢-٢٧٥ھ/ ٨١٧-٨٨٩ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤١٤ھ/ ١٩٩٤ء۔

٤٣. **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (٤٤٥-٥٠٩ھ/ ١٠٥٣-١١١٥ء)۔ **مسند الفردوس**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٩٨٦ء۔

٤٤. **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اِسحاق بن اِبراہیم بن مخلد بن اِبراہیم بن عبداللہ (١٦١-٢٣٧ھ/٧٧٨-٨٥١ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ١٤١٢ھ/١٩٩١ء۔

٤٥. **رویانی**، ابو بکر محمد بن ہارون (م ٣٠٧ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ١٤١٦ھ۔

٤٦. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩-٩١١ھ/١٤٤٥-١٥٠٥ء)۔ **جمع الجوامع (المعروف الجامع الکبیر)**۔

٤٧. ــــــ۔ **جامع الأحادیث**۔

٤٨. **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن اِبراہیم بن عثمان کوفی (١٥٩-٢٣٥ھ/ ٧٧٦-٨٤٩ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ١٤٠٩ھ۔

٤٩. ــــــ۔ **المصنف**۔ کراچی، پاکستان: ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

٥٠. **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (٢٦٠-٣٦٠ھ/

۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **مسند الشاميين**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱٤۰۵ھ/۱۹۸٤ء۔

.٥١ ـــ۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة المعارف، ۱٤۰۵ھ/۱۹۸٥ء۔

.٥٢ ـــ۔ **المعجم الأوسط**. قاہرہ، مصر: دارالحرمین، ۱٤۱٥ھ۔

.٥٣ ـــ۔ **المعجم الكبير**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

.٥٤ ـــ۔ **المعجم الكبير**۔ موصل، عراق: مکتبہ العلوم والحکم، ۱۹۸۳ء۔

.٥٥ ـــ۔ **المعجم الكبير**۔ موصل، عراق: مطبعة الزہراء الحدیثة۔

.٥٦ **طیالسی**، ابوداود سلیمان بن داود جارود (۱۳۳-۲۰٤ھ/۷٥۱-۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

.٥٧ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحّاک بن مخلد شیبانی (۲۰٦-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱٤۰۰ھ۔

.٥٨ **عبد الرزاق صنعانی**، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲٦-۲۱۱ھ/۷٤٤-۸۲٦ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱٤۰۳ھ۔

.٥٩ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن إبراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰-۳۱٦ھ/۸٤٥-۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

.٦٠ **قضاعی**، ابوعبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم (م٤٥٤ھ/۱۰٦۲ء)۔ **مسند الشهاب**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱٤۰۷ھ/۱۹۸٦ء۔

.٦١ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن إسماعیل (۷٦۲-۸٤۰ھ)۔ **مصباح الزجاجة في زوائد**

ابن ماجه۔ بیروت، لبنان، دارالعربیۃ، ١٤٠٣ھ۔

٦٢. **ابن ماجہ**، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (٢٠٩-٢٧٣ھ/ ٨٢٤-٨٨٧ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٩ھ/ ١٩٩٨ء۔

٦٣. ـــ۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ١٣٩٥ھ/ ١٩٧٥ء۔

٦٤. **مالک**، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اُصبحی (٩٣-١٧٩ھ/ ٧١٢-٧٩٥ء)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ١٤٠٦ھ/ ١٩٨٥ء۔

٦٥. **ابن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (١١٨-١٨١ھ/ ٧٣٦-٧٩٨ء)۔ **المسند**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ١٤٠٧ھ۔

٦٦. **مسلم**، ابو الحسین ابن الحجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری (٢٠٦-٢٦١ھ/ ٨٢١-٨٧٥ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

٦٧. **منذری**، ابومحمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (٥٨١-٦٥٦ھ/ ١١٨٥-١٢٥٨ء)۔ **الترغیب والترھیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٧ھ۔

٦٨. **نسائی**، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (٢١٥-٣٠٣ھ/ ٨٣٠-٩١٥ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٦ھ/ ١٩٩٥ء۔

٦٩. ـــ۔ **السنن**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

٧٠. ـــ۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١١ھ/ ١٩٩١ء۔

٧١. **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اُصبہانی (٣٣٦-٤٣٠ھ/ ٩٤٨-١٠٣٨ء)۔ **مسند الإمام أبي حنيفة**۔ ریاض، سعودی عرب، مکتبۃ

الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۷۲. **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوئد۔** قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۷۳. ـــــ۔ **موارد الظمآن اِلی زوائد ابن حبان۔** بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار الثقافۃ العربیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۷۴. **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰-۳۰۷ھ/ ۸۲۵-۹۱۹ء)۔ **المسند۔** دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۷۵. ـــــ۔ **المعجم۔** فیصل آباد، پاکستان: اِدارۃ العلوم الأثریۃ، ۱۴۰۷ھ۔

(۴) شروحات الحدیث

۷۶. **ابن بطال**، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک القرطبی (م ۴۴۹ھ)۔ **شرح صحیح البخاري۔** ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء۔

۷۷. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباري شرح صحیح البخاري۔** بیروت، لبنان: دار المعرفۃ + لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۷۸. **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶-۷۹۵ھ)۔ **شرح حدیث لبیک۔** مکہ مکرمہ، سعودی عرب: دار عالم الفوائد، ۱۴۱۷ھ۔

۷۹. **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **التمہید۔** مغرب (مراکش): وزارت عموم الاوقاف و الشؤون الاسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۸۰. **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲-۸۵۵ھ/۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ **عمدة القاري شرح على صحيح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء+ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۸۱. **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **مرقاة المفاتیح**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء۔

۸۲. **مناوی**، عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲-۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵-۱۶۲۱ء)۔ **التيسير بشرح الجامع الصغير**۔ الریاض، سعودی عرب: مکتبہ الامام الشافعی، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۸۳. ـــــ۔ **فيض القدير شرح الجامع الصغير**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

(۵) أسماء الرجال والتراجم

۸۴. **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/ ۸۸۴-۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔

۸۵. **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ **لسان الميزان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الأعلمی المطبوعات ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۸۶. **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ/۱۰۰۲-۱۰۷۱ء)۔ **المتفق والمفترق**۔ دمشق، شام: دار القادری للطباعہ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء۔

۸۷. **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **تاریخ**

الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۸۸. ـــ۔ سیر أعلام النبلاء۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ھ۔

۸۹. **ابن عدی**، عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ بن محمد ابو احمد جرجانی (۲۷۷-۳۶۵ھ)۔ الکامل في ضعفاء الرجال۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء۔

۹۰. **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴-۷۴۲ھ/۱۲۵۶-۱۳۴۱ء)۔ تهذیب الکمال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۹۱. **ابن ابی یعلی**، ابو الحسین محمد بن محمد بن الحسین بن محمد ابن الفراء حنبلی (م ۵۲۱ھ)۔ طبقات الحنابلة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

(۲) علوم الحدیث

۹۲. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ الریاض الحدیثہ۔

۹۳. ـــ۔ مفتاح الجنة۔ المدینہ المنورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۱۳۹۹ھ۔

(۷) الفقه

۹۴. **بہوتی**، منصور بن یونس بن ادریس (م ۱۰۵۱ھ)۔ کشاف القناع عن متن الإقناع۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ۔

۹۵. ـــ۔ کشاف القناع عن متن الإقناع۔ قاہرہ، مصر۔

۹۶. **ابن تیمیہ**، *ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی* (۶۶۱-۷۲۸ھ/۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ **مجموع الفتاوی**۔ مکتبہ ابن تیمیہ۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۹۷. ـــــ۔ **مجموع الفتاوی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۶ھ۔

۹۸. **دسوقی**، *محمد بن احمد بن عرفہ مالکی* (م ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء)۔ **حاشیة الدسوقي علی الشرح الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۹۹. **ابن عابدین شامی**، *محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی* (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔ **رد المختار علی الدر المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۰۰. **علی احمد الجرجاوی**۔ **حکمة التشریع وفلسفته**۔

۱۰۱. **مروزی**، *ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج* (۲۰۲-۲۹۴ھ)۔ **تعظیم قدر الصلاة**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبة الدار، ۱۴۰۶ھ۔

۱۰۲. **نفراوی**، *احمد بن غنیم بن سالم* (م ۱۱۲۶ھ)۔ **الفواکه الدوانی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۵ھ۔

۱۰۳. **ابن نجیم**، *زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر حنفی* (۹۲۶-۹۷۰ھ)۔ **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۰۴. **ابن ہمام**، *کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی سکندری* (۷۹۰-۸۶۱ھ)۔ **فتح القدیر شرح الهدایة**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

۱۰۵. **عینی**، *بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود* (۷۶۲-۸۵۵ھ/۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ **البنایة شرح الهدایة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء۔

(٨) السيرة

١٠٦. **ابن سعد**، *ابو عبد الله محمد* (١٦٨-٢٣٠ھ/٧٨٤-٨٤٥ء)۔ **الطبقات الكبرى**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعه والنشر، ١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء۔

١٠٧. **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (٨٤٩-٩١١ھ/١٤٤٥-١٥٠٥ء)۔ **الشمائل الشريفة**۔ دار طائر العلم للنشر والتوزیع۔

(٩) العقائد

١٠٨. **ابن تیمیہ**، *ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی* (٦٦١-٧٢٨ھ/١٢٦٣-١٣٢٨ء)۔ **منهاج السنة النبوية**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ١٤٠٦ھ۔

١٠٩. **ذہبی**، *ابو عبد الله شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان* (٦٧٣-٧٤٨ھ/١٢٧٤-١٣٤٨ء)۔ **المنتقى من منهاج الإعتدال**۔

(١٠) التصوف والزهد

١١٠. **بیہقی**، *ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد الله بن موسیٰ* (٣٨٤-٤٥٨ھ/٩٩٤-١٠٦٦ء)۔ **الزهد الكبير**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ١٩٩٦ء۔

١١١. **ابن جوزی**، *ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید الله* (٥١٠-٥٧٩ھ/١١١٦-١٢٠١ء)۔ **صفة الصفوة**۔ بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، ١٤٠٩ھ/١٩٨٩ء۔

١١٢. ——۔ **ذم الهوى**۔

١١٣. **ابن ابی دنیا**، *ابو بکر عبد الله بن محمد القرشی* (٢٠٨-٢٨١ھ)۔ **الإشراف في منازل**

الأشراف۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ الرشید، ١٤١١ھ/ ١٩٩٠ء۔

١١٤. **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (٦٧٣-٧٤٨ھ/ ١٢٧٤-١٣٤٨ء)۔ **الکبائر**۔ بیروت، لبنان: دار الندوة الجدیدة۔

١١٥. **رفاعی**، احمد الرفاعی الحسینی (٥١٢-٥٧٨ھ)۔ **البرهان المؤيد**۔ لبنان: دار الکتاب النفیس، ١٤٠٨ھ۔

١١٦. **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (٢٦٠-٣٦٠ھ/ ٨٧٣-٩٧١ء)۔ **کتاب الدعاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ١٤٢١ھ/ ٢٠٠١ء۔

١١٧. **ابن القیم**، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب زرعی (٦٩١-٧٥١ھ)۔ **مفتاح دار السعادة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

١١٨. **ابونعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اَصبہانی (٣٣٦-٤٣٠ھ/ ٩٤٨-١٠٣٨ء)۔ **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ١٤٠٠ھ/ ١٩٨٠ء۔

١١٩. ـــ۔ **حلية الأولياء وطبقات الأصفياء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٢٣ھ/ ٢٠٠٢ء۔

(۱۱) الآداب والأخلاق

١٢٠. **ابن حاج**، ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی (م٧٣٧ھ)۔ **المدخل**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤٠١ھ/ ١٩٨١ء۔

١٢١. **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (٧٣٦-٧٩٥ھ)۔ **جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ،

۱۴۰۸ھ۔

١٢٢. **ابن شاہین**، ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان (٢٩٧-٣٨٥ھ)۔ **الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٢٤ھ/٢٠٠٤ء۔

١٢٣. **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (٣٦٨-٤٦٣ھ/٩٧٩-١٠٧١ء)۔ **جامع بیان العلم وفضله**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء۔

١٢٤. **غزالی**، ابو حامد محمد بن محمد (٤٥٠-٥٠٥ھ)۔ **إحیاء علوم الدین**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

١٢٥. **ابن قیم**، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب جوزیہ (٦٩١-٧٥١ھ/ ١٢٩٢-١٣٥٠ء)۔ **الوابل الصیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء۔

١٢٦. **مقدسی**، شمس الدین، ابوعبد اللہ محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج دمشقی (٧٦٣ھ)۔ **الآداب الشرعیة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ١٤١٧ھ/١٩٩٦ء۔

(١٢) التاریخ والمِلل

١٢٧. **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید اندلسی (٣٨٤-٤٥٦ھ/٩٩٤-١٠٦٤ء)۔ **الفصل في الملل والنحل**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ الخانجی۔

١٢٨. **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (٣٩٢-٤٦٣ھ/١٠٠٢-١٠٧١ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

١٢٩. **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (٤٩٩-٥٧١ھ/١١٠٥-١١٧٦ء)۔ **تاریخ مدینة دمشق**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٩٩٥ء۔

١٣٠. ـــ۔تاريخ دمشق الكبير۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

١٣١. قزوینی، عبدالکریم بن محمد الرافعی۔ التدوين في أخبار قزوين۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۷ء۔

(۱۳) الأدب و اللغة

١٣٢. ازہری، ابو منصور محمد بن احمد (۲۸۲-۳۷۰ھ)۔ تهذيب اللغة۔ الدار المصریۃ للتالیف والترجمۃ۔

١٣٣. حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ حنفی (۱۰۱۷-۱۰۶۷ھ)۔ كشف الظنون۔ بغداد، عراق: المکتبۃ المثنی، ۱۹۷۴ء۔

١٣٤. جرجانی، علی بن محمد بن علی، سید شریف (۷۴۰-۸۱۶ھ)۔ التعريفات۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء۔

١٣٥. الدینوری، ابو بکر احمد بن مروان بن محمد القاضی المالکی (م۳۳۳ھ)۔ المجالسة وجواهر العلم۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۹ھ۔

١٣٦. راغب اصفہانی، ابو قاسم حسین بن محمد بن مفضل (م۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء)۔ محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء۔ بیروت، لبنان: دار القلم، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

١٣٧. ـــ۔ المفردات في غريب القرآن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

١٣٨. ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا قزوینی رازی (م۳۹۵ھ)۔ معجم مقاييس اللغة۔ دمشق، شام: اتحاد الکتاب العرب، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

١٣٩. قنوجی، ابو طیب صدیق بن حسن القنوجی (۱۲۴۸-۱۳۰۷ھ)۔ أبجد العلوم الوشي المرقوم في بيان أحوال العلوم۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ،

۱۹۷۸ء۔

۱٤۰. **ابن منظور،** محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن ابی قاسم بن حبقہ أفریقی (٦٣٠-٧١١ھ/ ١٢٣٢-١٣١١ء)۔ **لسان العرب۔** بیروت، لبنان: دار صادر۔

(۱۴) انگریزی کتب

141. John Laffin, *Holy War: Islam Fights* (London, Graffton Books, 1988).

142. Karen Armstrong, *Holy War: The Crusades and Their Impact on Today's World* (New York: Anchor Books, 2001).

143. Reuven Firestone, *Jihad: The Origin of Holy War in Islam* (New York: Oxford University Press, 1999).

144. Suhas Majumdar, *JIHAD: The Islamic Doctrine of Permanent War* (New Delhi: The Voice of India, 1994).